غلام احمد قادیانی

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ســـے ؎ ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلک آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۰۲ | مورخہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۸ رمضان سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔

اس ہفتہ ایک نہایت ہی دردناک حادثہ وقوع میں آیا۔ میاں فتح محمد صاحب مالیر کوٹلوی جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور مخلص خدمتگزار تھے۔ مغرب کے وقت سپرٹ کا تیل جو ان کے پاس تھا کہ دیسی طرز کا دیا جوان کے ہاتھ میں تھا اس سے سپرٹ مشتعل ہو کر ان کے جسم پر آ پڑا اور ان کے کپڑوں کو آگ لگ گئی۔ جس سے باوجود بجھانے کی کوشش کرنے کے جسم کا بہت سا حصہ جل گیا۔ اور پھر طبی امداد میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خاص ارشاد کے ماتحت کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا لیکن مرحوم جانبر نہ ہو سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خود پڑھایا۔ اور لاش کے ساتھ مقبرہ بہشتی میں تشریف لے گئے جہاں اپنے ہاتھ سے مٹی ڈالی۔ اور دعا فرمائی۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

چند دن ہوئے حکیم محمد عمر صاحب پر نمونیہ کا سخت حملہ ہوا تھا لیکن خدا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور علاج کے ذریعہ اب بہت کچھ افاقہ ہے۔

عراق میں احمدیوں پر بے جا پابندیاں

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی مساعی جمیلہ

ایک حد تک آزادی حاصل ہو گئی

عراق میں جہاں عیسائی مشنریوں کو اجازت ہے۔ کہ مسلمانوں کو توحید کا عقیدہ چھڑا کر تثلیث کے پیرو بنائیں۔ اور زندہ خدا سے برگشتہ کر کے فوت شدہ انسان کے پرستار بنائیں جہاں آریوں کو اجازت ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والوں کو مختلف طریقوں اور لالچوں کے ذریعہ مرتد کریں۔ اور اسلام کو اپنے خون سے سینچنے والوں کی اولاد کو اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ناپاک اور گندی بدزبانی کرنے والوں کے زمرہ میں شامل کر لیں۔ وہاں احمدیوں کو جو اسلام کی اشاعت اور حفاظت کرنا اپنی زندگی کا سب سے اہم اور بڑا فرض سمجھتے ہیں۔ اور جس کی خاطر وہ باوجود بے سروسامانی کے دنیا کے کونے کونے میں پہونچے ہیں۔ اتنی بھی اجازت نہ تھی۔ کہ اسلام کی تائید اور حمایت میں کوئی بات منہ سے نکال سکیں یعنی کہ انہیں اتنا بھی حق نہ تھا۔ کہ آریہ یا عیسائی اسلام پر جو اعتراض کریں۔ ان کے جواب دے سکیں یا مخالفین سلسلہ احمدیہ احمدیت کے خلاف جو غلط بیانی اور افترا پردازی کریں۔ اس کا ازالہ کر سکیں۔

اس سخت ناروا پابندی کے متعلق خیال تھا کہ شاید حکومت عراق کے خاص ایماء اور اشارہ سے ایسا کیا گیا ہے۔ لیکن

حال میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مبلغ احمدیت کے بغداد تشریف لے جانے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کا باعث وہ ہندوستانی ہیں۔ جو اعلیٰ انگریزی حکام کے دفاتر میں ملازم ہیں۔ اور انگریز افسروں سے میل جول رکھتے ہیں وہ اس کینہ اور بغض کی وجہ سے جو احمدیت کے متعلق ہندوستان سے لے کر گئے۔ احمدیوں کو تبلیغ اسلام سے روکنے کے احکام جاری کرانے کا باعث ہوئے ہیں۔ وہ خود نہ تو اشاعت اسلام کرتے۔ اور نہ اس کی اہلیت رکھتے ہیں لیکن انہیں یہ بھی گوارا نہیں کہ احمدی مخالفین اسلام کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کریں۔ اور جاہل مسلمانوں کو نہ صرف دشمنوں کے پنجہ میں گرفتار ہونے سے بچائیں بلکہ غیر مذاہب کے لوگوں کو بھی اسلام کی دعوت دیں ٭

اس سے بڑھ کر اسلامی بے حمیتی اور بے غیرتی کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ وہاں ضرورت تو اس امر کی تھی۔ کہ جس قدر بھی مسلمان تھے۔ متفقہ اور متحدہ طاقت سے مخالفین اسلام کا مقابلہ کرتے۔ نہ صرف ان کے اعتراضات اور الزامات کا جواب دیتے۔ بلکہ ان کے سامنے اسلام کی خوبیاں پیش کرتے۔ اور جاہل مسلمانوں کو اسلامی تعلیم سے واقف کرنے کا انتظام کرتے۔ تا وہ عیسائیوں اور آریوں کے پھندے میں پھنسنے سے محفوظ رہ سکتے۔ لیکن انکی بجائے انہوں نے کیا تو یہ کیا۔ کہ چند احمدیوں کو بھی اپنے اثر اور رسوخ کے بے جا استعمال سے تبلیغ اسلام سے روکوایا۔ اور ان کے خلاف ممانعت کے احکام جاری کرا دئے۔ جنھیں اس سختی سے استعمال کیا گیا۔ کہ بعض احمدیوں کو اشاعت اسلام کا "مجرم" قرار دیکر بغداد سے نکلوا دیا گیا ٭

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اس بے جا بلکہ سخت ناروا پابندی کو ہٹوانے کے لئے بغداد تشریف لے گئے۔ اور ہز مجسٹی امیر فیصل سے ملاقات کر کے اس معاملہ کو اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ ان کے سامنے پیش کیا۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ جو حق عیسائیوں اور دیگر مذاہب والوں کو اپنے مذہب کی اشاعت کے متعلق عراق میں حاصل ہے وہ احمدیوں کو حاصل نہ ہو۔ اور یہی نہیں۔ انہوں نے اس بارے میں عملی کارروائی کرنے کے متعلق اپنے ایک وزیر کو لکھ بھی دیا لیکن اس کے بعد جناب شاہ صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ جس وزیر کو اس بارے میں لکھا گیا ہے۔ اس کے انگریز مشیر نے اس معاملہ کو کچھ عرصہ کے لئے التوا میں ڈالنے کا مشورہ دیا ہے۔ اس پر آپ نے ہائی کمشنر سے ملاقات کی۔ اور چونکہ مرکز سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی ہدایات کے ماتحت گورنمنٹ ہند کو اس بارے میں متعدد بار توجہ دلائی جا چکی تھی۔ اور اس کی طرف سے ہائی کمشنر کو اس معاملہ پر غور کرنے کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ اس لئے اس نے جناب شاہ صاحب کی گفتگو کو نہایت توجہ اور غور سے سنا۔ اور اب بغداد کی جماعت احمدیہ کے امیر برادر جعفر صادق صاحب کا تار بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ موصول ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ خدا کے فضل سے کسی قدر سہولت میسر ہو گئی ہے۔ اور بغداد سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور جو خطوط پہنچے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فی الحال صرف اس قدر اجازت ہوئی ہے۔ کہ احمدیت کے خلاف جو باتیں پھیلائی جائیں۔ ان کا جواب دیا جایا کرے۔ اُمید ہے۔ کہ مکمل آزادی بھی جلد حاصل ہو جائیگی ٭

اس ایک حد تک کامیابی پر ہم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو جماعت کی طرف سے مبارکباد دیتے ہیں۔ جناب شاہ صاحب نے جن حالات میں یہ کوشش فرمائی۔ انکو مدنظر رکھتے ہوئے اس کام کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اعلیٰ انگریز حکام کی رائے احمدیوں کے خلاف تھی اور وہ لوگ جو اس قسم کی غلط فہمی پیدا کرنے کے موجب تھے۔ وہ مخالفت پر تلے ہوئے تھے اور وہاں کے احمدیوں کی اس بارے میں کوئی شنوائی نہ ہوتی تھی۔ کہ جناب شاہ صاحب نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور ان کی قریباً دو ماہ کی مسلسل سرگرم کوشش اور سعی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں اس میں کامیابی عطا فرمائی۔ ایسا نہایت اہم اور جماعت احمدیہ کے مفاد پر بہت بڑا اثر ڈالنے والے کام کے سرانجام دینے پر ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب شاہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے انہیں بیش از پیش خدمات دین کا موقعہ بخشے۔

ہم اس بارے میں ہز مجسٹی امیر فیصل کے بہت ممنون ہیں جنھوں نے ہماری جماعت کے ایک معزز فرد کو نہ صرف ملاقات کا موقعہ دیا۔ بلکہ ان کی معروضات پر نہایت مہربانی سے غور فرمایا۔ اور احمدیوں کے لئے بھی وہی حقوق تسلیم فرمائے۔ جو ان کی حکومت میں دیگر مذاہب کے لوگوں کو حاصل ہیں۔ نیز ہم گورنمنٹ ہند کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس نے عراق کے ہائی کمشنر کو ہمارے متعلق صحیح واقفیت بہم پہنچائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ کو عید الفطر مبارک ہو

"الفضل"

صدقۃ الفطر جو ہر ایک مومن پر خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ واجب ہے۔ اس کی باقاعدہ ادائگی کی طرف ہماری جماعت کے لوگوں کو خاص توجہ کرنی چاہیئے اور اب کے اس آمد کو مقامی طور پر خرچ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ چونکہ مالی مشکلات درپیش ہیں۔ اس لئے مرکز میں بھیجنا چاہیئے ٭

اخبار کے متعلق اطلاع

چونکہ بوجہ تقریب عید الفطر ۱۶؍اپریل کے الفضل کا مطبع میں چھپنا اور پھر تیار ہو کر باہر بھیجا جانا مشکل تھا۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ چار صفحے اس پرچہ میں زائد کر دئے جائیں۔ اور چار ہی عید کے بعد شائع ہونیوالے پرچے میں بڑھا دئے جائینگے۔ یعنے یہ دونوں پرچے بجائے ۱۲ صفحے کے ۱۶ صفحہ پر شائع ہونگے۔ اور اس طرح عملہ اخبار کو صرف ایک دن عید الفطر کی چھٹی منانے کا موقعہ میسر آسکیگا ٭

احمدیہ فوج میں بھرتی

قبل ازیں اخبار میں جس احمدیہ فوج میں بھرتی کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔ کہ نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق اب پھر اطلاع دی جاتی ہے کہ جو نوجوان اس فوج میں بھرتی ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ پندرہ یا سولہ اپریل کو قادیان پہنچ جائیں۔ اور مجھے ملیں۔ کیونکہ میجر والا صاحب افسر فوج نوجوانوں کے ملاحظہ کے واسطے ۱۸؍اپریل کی صبح کو قادیان پہنچ جائینگے کم از کم ایک سو احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ اس واسطے ہر جگہ کے احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کے واسطے سعی کریں۔ والسلام

خادم۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ناظر امور خارجیہ قادیان

ایک البانین نو احمدی

البانیہ کے ایک نوجوان سلیمان کاظم نام جو آج کل امریکہ میں رہتے ہیں۔ اور ایک عرصہ سے سلسلہ حقہ احمدیہ کی کتب مطالعہ کر رہے تھے۔ اب انشراح صدر کے ساتھ سلسلہ حقہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - مورخہ ۱۳ر اپریل ۱۹۲۶ء

جماعت احمدیہ میں آزادیٔ رائے پیدا کرنے کیلئے
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مساعی

سب کمیٹی دعوت و تبلیغ نے ایجنڈا کی اس تجویز پر غور کرتے ہوئے کہ اُمراء کے طبقہ میں تبلیغ کے ذرائع کیا ہونے چاہییں۔ ایک طریق یہ پیش کیا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ بذات خود اگر مختلف شہروں میں تشریف لے جائیں۔ تو اُمراء کے طبقہ کے مستفیض ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ یہ تجویز پیش کرنے والوں کی غرض یہ تھی۔ کہ اعلیٰ اُمراء جو عام احمدیوں سے ملنا اور گفتگو کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ وہ کمی لاکھ کے واجب الاطاعت امام سے ملاقات کرنا اپنے لئے باعث عزت سمجھیں گے۔ اور اس طرح ان کو تبلیغ کرنے کا موقع میسر آ جائے گا۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کسی جگہ تشریف لیجانے سے جس قدر لوگ مستفیض ہو سکتے ہیں۔ اور انہیں احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہو سکتی ہے۔ اس قدر کسی اور طریق سے ممکن نہیں ہے۔ پھر سلسلہ کے متعلق اور خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے متعلق اندرونی اور بیرونی مخالفین نے جو غلط فہمیاں پیدا کی ہوئی ہیں۔ وہ دوُر ہو سکتی ہیں۔

اسی قسم کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تجویز سب کمیٹی نے پیش کی تھی۔ لیکن چونکہ جن الفاظ میں اسے پیش کیا گیا تھا انہیں مجلس مشاورت نے سخت ناپسند کیا۔ اس لئے سب کمیٹی کے قائم مقام پریذیڈنٹ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے سب کمیٹی کی طرف سے یہ تو تسلیم کر لیا۔ کہ الفاظ میں تبدیلی ہو جانی چاہیئے۔ لیکن کہا۔ تجویز کے مفہوم اور مطلب کو کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی جائے۔ کہ حضور بیرونی شہروں میں تشریف لے جائیں۔ نہیں چھوڑا جاتا۔ اسے میں گفتگو کے لئے پیش کرتا ہوں۔

اس کے متعلق جب احباب اپنی اپنی رائے پیش کر چکے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بعض دوستوں کی رائے ہے۔ کہ اس تجویز کو چھوڑ دیا جائے۔ اور بعض کی یہ رائے ہے۔ کہ الفاظ میں تبدیلی کر کے پیش کی جائے۔ پیشتر اس کے کہ میں اصل معاملہ کے متعلق رائے لوں۔ دوستوں سے اس بارے میں رائے لیتا ہوں۔ کہ آیا اس تجویز کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ یا الفاظ بدل کر اس پر غور ہونا چاہیئے

اس پر امر اول کے متعلق ۸۲ اور امر دوم کے متعلق ۹۶ آراء شمار کی گئیں۔ اس آراء شماری کے بعد حضور نے فرمایا۔ چونکہ کثرت اس طرف ہے۔ کہ الفاظ بدل کر غور کیا جائے اس لئے میں اس بحث کو جاری رکھنے کی اجازت دیتا ہوں اور کہتا ہوں۔ سب کمیٹی اپنے تغیر شدہ الفاظ پیش کرے اس پر جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے تغیر شدہ الفاظ پیش کئے۔ جن پر جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے یہ اعتراض کیا۔ کہ اس سب کمیٹی کی تجاویز کے ضمن میں یہ الفاظ پیش نہیں ہو سکتے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کو درست تسلیم فرما کر پیش کردہ الفاظ مسترد فرما دئیے۔ مگر ساتھ ہی اجازت فرما دی کہ اور الفاظ پیش کر سکتے ہیں۔ اس پر جناب میر صاحب نے تجویز کے ان ہی الفاظ میں کچھ اور زائد کر کے پیش کئے مگر وہ بھی مسترد ہو گئے۔ اس پر حضور نے فرمایا:- میں اس دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے جو احباب کو بولنے کی کوشش کرنے میں نظر آ رہی ہے۔ اجازت دیتا ہوں۔ کہ اس تجویز کو علیحدہ طور پر پیش کیا جائے۔

اس معاملہ کے اس مرحلہ پر پہنچنے کے بعد حضور نے اصل تجویز کے متعلق جب رائیں طلب فرمائیں۔ تو نہایت ہی قلیل آراء اس کے حق میں تھیں۔ اس پر حضور نے اسے مسترد کرنے کا اعلان فرما دیا۔

سب کمیٹی دعوت و تبلیغ کی بقیہ تجاویز کے متعلق غور ہونے کے بعد پھر یہ خاص تجویز پیش کرنے کی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجازت فرمائی۔ جس پر جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے حسب ذیل الفاظ میں پیش کی ؎

"میں مجلس شوریٰ کے ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ متفقہ طور پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے عرض کریں۔ کہ حضور نظارت دعوت و تبلیغ کو اجازت عطا فرمائیں۔ کہ وہ آیندہ سال میں ہندوستان کے بعض مقامات میں ایک یا دو دفعہ حضور کے تشریف لیجانے اور تقاریر فرمانے کا مناسب انتظام کریں۔"

اسکی تائید اور مخالفت میں متعدد اصحاب کے تقریریں کرنے کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے رائیں شمار کرائیں۔ تو ۱۰۵ تائید میں اور ۵۷ مخالف تھیں۔

اس کے بعد حضور نے اس تمام گفتگو پر ریویو فرمایا۔ جو شروع سے لیکر اخیر تک اس تجویز کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ اور منصب خلافت کی شان اور اہمیت ذہن نشین کرتے ہوئے ان نقائص اور خرابیوں کو واضح کیا۔ جو خلیفہ کی ذات کے متعلق اس قسم کی تجاویز پیش کرنے سے لازمی طور پر پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور جن کی وجہ سے بڑے بڑے فتنوں کے دروازے کھل سکتے ہیں حضور نے یہ تقریر اس وضاحت اور ایسی تفصیل سے فرمائی۔ کہ وہ کثرت جو اس تجویز کے حق میں تھی۔ اس کی بھی آنکھیں کھل گئیں اور اس بارے میں ایسی تسلی ہو گئی۔ کہ اگر اسوقت ان سے رائے دریافت کی جاتی۔ تو سب کے سب انشراح صدر سے اپنی پہلی رائے کے خلاف رائے دیتے ؎

آخر حضور نے یہ فرماتے ہوئے اس معاملہ کو ختم فرمایا۔ کہ اس تجویز کے موئدین اور مخالفین دونوں مخلص ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اپنے اخلاص کے ماتحت اس کی تائید یا مخالفت کی ہے۔ چونکہ اب سب نے اس کے متعلق اپنا اپنا جوش نکال لیا ہے۔ اور میں نے بھی نکال لیا ہے۔ اس لئے اب ہم اس معاملہ کو چھوڑتے ہیں ؎

اس پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خدام میں کس قدر آزادیٔ رائے پیدا کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ ایک ایسی تجویز جسے حضور مناسب اور درست نہیں سمجھتے۔ جب اپنے ناموزون الفاظ کی وجہ سے نہ صرف مجلس مشاورت کے نزدیک قابل غور نہیں ٹھہرتی بلکہ الفاظ تجویز کرنے والی سب کمیٹی کے نزدیک بھی اپنی موجودہ شکل میں مناسب اور درست نہیں رہتی۔ تو حضور اس کے الفاظ کی اصلاح کا موقع عطا فرما دیتے ہیں۔ پھر جب اصلاح کرنے پر بھی وہ اس قابل نہیں بنتی۔ کہ جن تجاویز کے سلسلہ میں اسے پیش کیا گیا ہے۔ ان میں پیش ہو سکے۔ اور اس بات کو بغیر کسی عذر کے پیش کرنے والے بھی فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ تو پھر سہ بارہ الفاظ کی اصلاح کا موقعہ عطا فرما دیتے ہیں۔ لیکن پھر بھی جب وہ قابل غور نہیں بنتے۔ اور قاعدہ کی رُو سے مسترد ہو جاتے ہیں۔ تو اس تجویز کو خاص طور پر پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرما دیجاتی ہے۔

تا جو اصحاب اس کو پیش کر کے اس پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ نہ خیال کریں۔ کہ الفاظ کے ہیر پھیر میں اور قانونی نقص کی وجہ سے ایک مفید اور فائدہ بخش تجویز کو مسترد کر دیا گیا۔ آخر ایسے لئے خاص موقعہ دیا جاتا ہے۔ اور خاص طور پر اس پر گفتگو کرنے اور اپنے اپنے دلائل پیش کرنے کی آزادی بخشی جاتی ہے۔ لیکن جب یہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس تجویز کو کثرت آرا بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس کے حسن و قبیح اور اس کے اونچ نیچ پر اس وضاحت اور اس خوبی کی ساتھ روشنی ڈالی جاتی ہے کہ وہی اصحاب جو اپنے نزدیک بڑے بڑے زبردست دلائل اس کے حق میں رکھتے تھے۔ انہیں قائل ہونا پڑتا ہے۔ کہ ہماری رائے اس بارے میں درست نہ تھی۔ اس طرح قائل کرنے کی مثال صفحہ دنیا پر کہیں دستیاب ہونی ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ قوت یہ طاقت یہ جذب اور یہ اثر صرف اسی انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جسے خدا تعالےٰ ایک جماعت کی راہ نمائی کے منصب پر فائز کرے۔ کسی اور کی کیا طاقت ہے۔ کہ اس طرح رائے کو بدل دے۔ کہ پہلی رائے کا جو پوری قوت اور طاقت سے پیش کی جاتی ہو۔ نام و نشان بھی قلب میں باقی نہ رہے۔ اور اس کی جگہ وہی رائے لے لے جس کی مخالفت کی جا رہی تھی ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔

کیا اس سے بڑھ کر آزادی رائے کا خیال کہیں رکھا جاتا ہے۔ اور اس قدر آسانیاں اور سہولتیں بلکہ رعائتیں کہیں دی جاتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ایک واجب الاطاعت امام کی اطاعت کا اقرار کرنا اپنی آزادی رائے کو قربان کرنا ہے۔ کس قدر غلطی میں مبتلا ہیں۔ پھر ان سے بھی بڑھ کر وہ لوگ زیر الزام ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ مبایعین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ میں آزادی رائے کی قوت ہی نہیں ہے۔ اور اس طاقت کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بالکل مٹا دیا ہے۔

ہم اپنے ذاتی تجربہ اور چشم دید حالات کی بناء پر کہتے ہیں اور اس کی تصدیق میں واقعات پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جس طرح اپنی جماعت میں رائے کی آزادی کی قوت پیدا کر رہے ہیں اور جس تن دہی جانفشانی اور دلی تڑپ کے ساتھ اس غرض کے لئے جماعت کی تربیت فرما رہے ہیں۔ اس کی نظیر کہیں اور جگہ ملنا قطعاً ناممکن ہے۔ آپ نہ صرف اپنی جماعت کے نمائندوں کو ہر قومی مسئلہ پر اظہار رائے کا موقعہ دیتے ہیں۔ بلکہ اظہار رائے کے لئے جرأت دلاتے اور طریق سکھاتے ہیں۔ چنانچہ اس سال کی مجلس مشاورت میں حضور نے کئی ایک نوجوانوں کو اس لئے شمولیت کا شرف بخشا۔ کہ انہیں جماعت کے کاموں سے دلچسپی پیدا ہو اور اظہار رائے کا طریق سیکھیں۔

جنوبی امریکہ میں ہندوستانی نو آبادی

گورنمنٹ ہند نے ان قواعد و ضوابط کو پاس کر دیا ہے جن کے ماتحت ہندوستانی آباد کار برٹش گیانا میں عزت و آرام کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ اس سے ہماری جماعت کے لوگ خاص طور پر فائدہ اٹھا کر تبلیغ حق کے علاوہ دنیاوی وجاہت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ قواعد و ضوابط جو گورنمنٹ ہند نے پاس کئے ہیں۔ وہ اسی پرچہ میں دوسری جگہ نظارت امور عامہ کی طرف سے شائع کئے جا رہے ہیں۔ جو اصحاب ان کے مطابق سفر اختیار کرنا چاہیں وہ دفتر نظارت امور عامہ میں اطلاع دے دیں۔ تاکہ ان کے متعلق گورنمنٹ سے خط و کتابت کی جا سکے۔ سفر کی سہولتوں اور دیگر آسائشوں کی وجہ سے موجودہ زمانہ میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا بہت معمولی بات ہو گئی ہے۔ اور دنیوی ترقی اور دولت مندی کا نہایت کامیاب ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے برٹش گیانا میں جانا اور وہاں آباد ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر جن لوگوں کے مدنظر یہ بات بھی ہو۔ کہ وہ ایک نئے ملک میں جا کر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت اور اشاعت میں بھی حصہ لے سکیں گے۔ اور اپنے بال بچوں کے لئے معاش بھی پیدا کر سکیں گے۔ انہیں تو ضرور اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

آریوں کی فساد انگیزی

جب سے آریوں نے سنگٹھن کی تحریک میں سرگرمی سے حصہ لینا شروع کیا ہے۔ اسی وقت سے ہندو مسلم فسادات میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آ رہی ہے۔ کہ فساد انگیزی میں آریوں کا خاص حصہ ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں فتح پور میں جو فساد ہوا۔ اس کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جو اطلاع اخبارات کو بھیجی۔ اس میں صفائی کے ساتھ یہ تسلیم کیا۔ کہ آریہ سماجیوں نے فساد کی تیاری پہلے سے کر رکھی تھی۔ اور ان کا جلوس بھجنوں اور باجا کے شور کے ساتھ عین اس وقت مسجد کے پاس سے گذرا۔ جب کہ مسلمان دن بھر کے روزہ کے بعد روزہ افطار کرنے اور نماز مغرب پڑھنے کے لئے مسجد میں جمع تھے۔ اور ارد گرد کے گھروں میں روزہ افطار کرنے کی اذان یا نقارے کی آواز کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

حال میں کلکتہ کے جس فساد کی خبریں اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ اس میں بھی آریہ سماج کے ایک جلوس ہی کو وجہ فساد قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی کی یہ برکت ہے۔ کہ اس وقت تک ۴۳ اشخاص کے بے رحمانہ قتل اور سینکڑوں کے مجروح ہونے کی خبر کے ساتھ ہی ہندو مسلمانوں کی عبادتگاہوں کی بے حرمتی اور بربادی کی بھی اطلاع آ چکی ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ آریوں نے زبانی اور تحریری فتنہ انگیزی کو کافی نہ سمجھتے ہوئے ہاتھوں کا استعمال بھی شروع کر دیا ہے۔ اور جگہ بجگہ فساد برپا کر کے ملک کے امن کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ آریوں کے حوصلے اس قدر بڑھنے کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ گورنمنٹ نے ان لوگوں کی دل آزار اور فتنہ انگیز تحریروں اور تقریروں کے متعلق کوئی ایسی کارروائی نہیں کی۔ جو موثر ہو سکے۔ اور ان کو دل آزار روش سے روک سکے۔ کیا گورنمنٹ اب بھی پہلے کی طرح ہی خموش رہیگی اور آریوں کو جگہ بجگہ فساد کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیگی۔

مولوی ثناء اللہ اہلحدیثوں کے نمائندہ نہیں

گذشتہ پرچہ میں لاہور کا ایک تار جو ہمیں سکرٹری صاحب جماعت المسلمین لاہور کی طرف سے موصول ہوا تھا۔ شائع کیا گیا ہے۔ اس میں اس جلسہ کا ذکر ہے۔ جو اہلحدیثوں نے چینیاں والی مسجد میں اس غرض سے منعقد کیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو اس سال حجاز جانے کیلئے تیاریاں کر رہے ہیں۔ انہیں سلطان ابن سعود کے سامنے جماعت کی نمائندگی کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اور جس مجلس کی طرف سے منتخب ہونے کا انہیں دعویٰ ہے۔ وہ ہندوستان کے اہلحدیثوں کی نمائندہ نہیں کہلا سکتی۔

اس اعلان سے یقیناً مولوی ثناء اللہ کے اس ٹھاٹھ پر اوس پڑ جائیگی۔ جو حجاز جا کر وہ دکھانا چاہتے تھے۔ اور جس کی بناء پر نہ معلوم وہ سلطان ابن سعود سے کن کن مراعات کی امید رکھتے تھے۔

ایک امام کی ضرورت

اخبار الجمعیۃ اپنے ۴ مارچ ۱۹۲۶ء کے پرچہ میں امت محمدیہ کے لئے ایک امام کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"شرع اسلامی نے امت کیلئے ایک امام یا امیر کا وجود لازمی قرار دیا ہے۔ اور ضرور ہے کہ وہ امیر آمر اور صاحب حکم ہو۔ مگر اس امارت یا امامت کی صورت معین کرنے میں اسکے درمیان بھی اختلاف موجود ہے کوئی اسے مصر میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ کوئی اسکو عرب لے جانا چاہتا ہے کسی کو اصرار ہے۔ کہ وہ پھر ٹرکی ہی میں قائم ہو۔ اور ایک بڑا گروہ اس معاملہ میں بالکل مذبذب ہے۔ اور اسے کوئی راہ نظر نہیں آتی۔"

خطبۂ نکاح

یہ خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ نے بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی لڑکی امۃ الرحیم کا نکاح مرزا برکت علی صاحب سپروائزر آبادان کے ساتھ پڑھتے وقت ارشاد فرمایا:-

چونکہ آج درس کا دن ہے۔ اور مجھے کھانسی کی بھی شکایت ہے۔ اس لئے اس قدر میں زیادہ نہیں بول سکتا لیکن اس قدر کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ خطبہ نکاح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے مقرر فرمایا ہے۔ تا مسلمانوں کو ان اغراض و مقاصد کی طرف توجہ ہو۔ جو نکاح کی ہیں۔ اور ان فرائض و ذمہ داریوں اور ثمرات اور نتائج سے آگاہ ہوں۔ جو نکاح سے وابستہ ہیں +

ہر کام کے تین پہلو

ہر ایک کام جو انسان کرتا ہے۔ اس کے تین پہلو ہوتے ہیں۔ اس کام کے کرنے کا مقصد ہوتا ہے۔ پھر اس کام کے کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ پھر اس کام کا نتیجہ یا ثمر ہوتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ اس کام کی ذمہ واری ہوتی ہے۔ جو اس کام کے کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب تک ان سب باتوں کو مدنظر نہ رکھا جائے کوئی کام کام نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ ہی اس کام کے ذریعہ کوئی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ پس جب ایک انسان کسی کام کے کرنے سے پہلے اس کے تینوں پہلوؤں کو سوچ لیتا ہے۔ یعنی اس کے مقصد اور اس کے باعث اور اس کے نتیجے پر کافی غور کر لیتا ہے۔ تو پھر اس میں اس کام کے کرنے کے لئے خاص شوق اور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر ایسے کاموں کے نتائج بھی اچھے نکلتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ اور کام کے کرنے سے پہلے غور نہ کیا جائے۔ تو نہ نتائج اچھے نکلتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کام سے سکھ یا آرام حاصل ہوتا ہے +

خطبہ نکاح

یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص ایک کام کے مقصد سے واقف ہو۔ اس کے باعث سے خبردار ہو اور پھر کرنے پر اس کا نتیجہ اچھا نہ نکلے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ کام کرنے سے پہلے ان تینوں پہلوؤں پر خوب غور کرے اگر وہ خوب غور کر لیگا۔ اور پھر اس کام کو کرے گا۔ تو نہ صرف جسمانی ثمرات ہی پائے گا بلکہ روحانی نتائج بھی حاصل کر لیگا۔ یہی حالت نکاح کی ہے۔ اس کے بھی تین پہلو ہیں۔ اگر ان تینوں پہلوؤں کو مدنظر رکھا جائے۔ تو یہ بابرکت اور مفید ہو سکتا ہے۔ اور اس سے عمدہ نتائج اور ثمرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ نکاح کے موقعہ پر جو خطبہ نکاح پڑھا جاتا ہے۔ اس کی غرض بھی یہی ہوتی ہے۔ کہ فریقین کو ان تین امور کی طرف توجہ دلائی جائے۔

کتخدائی ایک مدرسہ ہے

یہ کوئی رسم نہیں۔ کہ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے تعلقات قائم کر دیئے جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کو اسے رسم نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ اسلام کا حکم ہے۔ اور اس میں خدا کی رضا ہے رسم میں یہ بات نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے لوگوں نے خود قائم کر لیا ہوتا ہے۔ لیکن نکاح لوگوں نے خود قائم نہیں کیا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ اور اس کے ذریعہ چند ذمہ واریاں لڑکے اور لڑکی پر عائد ہو جاتی ہیں۔ جنہیں ان کو آئندہ زندگی میں نبھانا پڑتا ہے۔ دراصل یہ ایک مدرسہ ہوتا ہے۔ جس میں نکاح کے ذریعے ان کو داخل کیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ جانتے ہوں۔ کہ ہمیں اس مدرسہ میں کیوں داخل کیا گیا ہے۔ اور ہمارے اس داخل کیئے جانے کا مقصد کیا ہے۔ اور اگر اس کی ضرورت اور اس کی ذمہ واریوں سے آگاہ ہوں تو پھر وہ مقصد وہ ضرورت اور وہ ذمہ واریاں صحیح اور درست بھی ہوں۔ تو اس کے نہایت عمدہ نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور نکاح ایک بابرکت شئے ہو جاتا ہے +

نتائج پر غور کرنے کے فوائد

اگر ایک شخص پہلے ہی نتائج پر اچھی طرح غور کرے۔ تو اس کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ اگر نتائج سامنے آ جائیں تو ایک شخص اپنی ذمہ واریوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور پھر اس سے وہ اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ کیا میں اس کام کو کر سکتا ہوں یا نہیں اگر وہ سمجھتا ہے۔ کہ کر سکتا ہے۔ تو پھر اس کو برداشت کر لیتا ہے اور اگر مشکل بھی پیدا ہو۔ تو اس سے گھبراتا نہیں۔ غرض فرض ذمہ واریوں کا جاننا ہر کام میں اس قدر ضروری ہے۔ کہ ایک شخص جب تک ذمہ داریوں کو نہ سمجھے۔ تب تک وہ کسی کام کو کر ہی نہیں سکتا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ نکاح کی غرض خشیت اللہ ہے اور یہ غرض دراصل ایک ذمہ واری ہوتی ہے۔ جس کو اگر پہلے جان لیا جائے۔ تو انسان اس مدرسہ میں پڑتے ہی سیدھی راہ اختیار کر لیتا ہے +

مرد اور عورت کی مشترکہ ذمہ واری

خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ کہ نکاح کے ساتھ تم مرد اور عورت دونوں کی طرف سے ایک دوسرے پر ذمہ واریاں آئیں گی۔ اگر ان کو ادا نہ کرو گے۔ تو علاوہ نقصان برداشت کرنے کے بدعہد قرار پاؤ گے۔ پس چونکہ نکاح کے ساتھ ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور میاں بیوی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ادا کرنی پڑیں گی۔ ادھر وہ نکاح کے ذریعہ ان ذمہ واریوں کے لئے مشترک کیئے جاتے ہیں۔ تو وہ دونوں ایک مقصد کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور اس عہد کی پابندی ان دونوں کو کرنی ہوتی ہے۔ جو قولوا قولاً سدیداً سے پیدا ہوتی ہے یہ تو وہ ذمہ داریاں ہیں۔ جو مرد کی طرف سے عورت اور عورت کی طرف سے مرد پر عائد ہوتی ہیں۔ جس کے لئے وہ متحد اور مشترک کیئے گئے ہیں +

مذہب کی طرف سے ذمہ واری

مگر اس کے ساتھ ہی مذہب کی طرف سے بھی ذمہ داریاں آتی ہیں۔ جو اہم ذمہ واریاں ہیں۔ ایک اولاد کی تربیت ہے۔ اور یہ شریعت کی طرف سے ذمہ واری ہے۔ اس کے متعلق بتایا۔ کہ اس میں سستی نہ کرنا اور ساتھ ہی اس کا نتیجہ بھی بتا دیا۔ کہ اگر سستی نہ کرو گے۔ اور اولاد کی تربیت عمدہ طریق پر کرو گے۔ تو فقد فاز فوزاً عظیماً تم بامراد ہو جاؤ گے +

آئندہ کے سامان

یہ عظیم الشان نتائج اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ کے مطابق ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ سوچ لے۔ کہ میں نے اپنے ہر فعل اور ہر قول سے آنے والے اوقات کے لئے ایک سامان تیار کرنا ہے۔ اور یہ بھی غور کرے۔ کہ ان سامانوں کا اثر اس کی ذات تک ہی نہیں۔ اور نہ ہی یہ یہاں تک ختم ہو جائیگا بلکہ اس کا اثر اس کی ذات سے ہٹ کر دوسروں تک بھی پہنچیگا اور اس زمانہ میں ختم نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ آئندہ آنے والے زمانہ تک بھی پہنچے گا۔ اور اگر آج کے کئے ہوئے سامانوں سے وہ خود اور اس کی آئندہ نسل کامیاب ہو جائے۔ تو فقد فاز فوزاً عظیماً میں کیا شک رہ گیا۔

اولاد

آئندہ جن لوگوں پر اثر پہنچتا ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ حصہ اولاد کو ملتا ہے۔ اور ایک شخص اگر خود نہیں تو اولاد کے ذریعے نیک اثرات لوگوں کے قلوب پر ڈال سکتا ہے۔ پس اہم ذمہ واریوں میں سے ایک ذمہ واری عمدہ اور نیک اولاد حاصل کرنا ہے۔ اور اگر فی الواقع کسی کو عمدہ اور نیک اولاد مل جائے۔ اور اس کی اس ذمہ واری کی ادائیگی سے جو تربیت کے متعلق اس پر عاید ہے۔ وہ عمدہ اور نیک بن جائے۔ تو فی الواقع نکاح کے نتائج عمدہ اور ثمرات نیک پیدا ہو گئے۔ اور اگر نہیں تو پھر اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ اس نے نکاح جیسے ضروری کام کو بغیر اس کا مقصد سوچے۔ بغیر اس کے باعث پر غور کیئے اور بغیر اس کے نتائج اور ثمرات کو ذہن نشین کیئے یونہی کر لیا تھا۔ پس اگر ایک شخص نیک اور عمدہ اولاد نہ چھوڑے اور اس کی اولاد بری ہو۔ تو اس سے تو دشمن بھی پناہ مانگتا ہے۔ پس انسان کو چاہیئے۔ کہ ان سب امور کو پہلے سوچے۔ اور ان پر اچھی طرح غور کرے۔ اور پھر ان کو ہر وقت مدنظر رکھے۔ تاکہ اس کے تمام کام موجب خوشی ہوں +

قتلِ مرتد اور قرآن

(نمبر ۱)

قتل مرتد کی بحث اب پرانی ہو چکی۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔اے کی معرکۃ الآرار تصنیف "اسلام اور قتل مرتد" نے قتل مرتد کے حامیوں کے منہ بند کر دئے۔ مولوی ظفر علی صاحب جنہیں قتل مرتد کی حمایت میں مضامین لکھنے پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اور جن کے دلائل کا اس تصنیف میں رد کیا گیا ہے۔ بالکل خموش ہو گئے۔ ان کے حامی دیو بندی مولوی بھی ایک لفظ تک نہ لکھ سکے۔ مگر حال میں معزز معاصر "مشرق" نے مولانا ابو الجلال ندوی اعظم گڈہی کا ایک مضمون اس مسئلہ کے متعلق شایع کیا ہے۔ یہ مضمون بھی انہی ایام کا لکھا ہوا ہے۔ جب اس مسئلہ کے متعلق مخالفت و موافق تحریریں شایع ہو رہی تھیں لیکن کھو جانے کی وجہ سے اسوقت معاصر "مشرق" اسے شایع نہ کر سکا۔ اور اب اس نے اس طریق پر شایع کیا ہے۔ کہ ٹریکٹ کے طور پر علیحدہ بھی ہو سکتا ہے ہم جہاں ایک حق بات کی اشاعت پر معاصر موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں مضمون نویس مولانا کی تعریف کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ جنھوں نے مختصر طور پر اس مسئلہ کی نسبت تعلیم اسلام کو نہایت عمدگی سے پیش کیا ہے اور نہ صرف عام مسلمانوں کو ایک بڑی غلط فہمی سے بچانے کی سعی کی ہے۔ بلکہ مخالفین اسلام کو بھی اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرنے سے روکا ہے۔ جس کا موقعہ آج کل کے علماء اپنے غلط اور بے ہودہ اعتقادات اور خیالات کی وجہ سے دیتے رہتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

کابل میں نعمت اللہ خان قادیانی کے رجم (سنگساری) اور بھوپال کے قانون ارتداد نے ہندوستان کے مسلم و غیر مسلم دونوں کی توجہ قتل مرتد کی طرف مرکوز کر دی ہے۔ اکثر علمائے اسلام نے کتب فقہ کی بعض عبارتوں کی وجہ سے کابل کے فعل کی حمایت کی ہے۔ آؤ۔ چند لمحے ہم بھی اسپر غور کریں۔ الگ الگ قرآن، حدیث اور کتب فقہ سب کی تصریحات پر غور کرنا چاہیئے۔

قرآن مجید تبلیغ مذہب اور کسی مسلم کو مسلم باقی رکھنے کی غرض سے بھی جبر و اکراہ کو جائز قرار نہیں دیتا۔ سورۂ کافرون میں ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم کفار سے کہدیں کہ "تمہارے لئے تمہارا دین ہے۔ ہمارے لئے ہمارا دین ہے۔" ایک دوسرے موقعہ پر ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم دنیا میں اعلان کر دیں کہ۔ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔ "ہمارے لئے ہمارا عمل ہے۔ تمہارے لئے تمہارا عمل ہے ہم میں تم میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔" ایک موقعہ پر خدا نے مسلم و غیر مسلم دونوں کو مخاطب فرما کر حکم دیا ہے۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ سورہ حج ع ۹

"ہم نے ہر قوم کے لئے ایک دستور مقرر کر دیا ہے۔ کہ جس پر وہ عمل کرتے ہیں۔ پس (اس) کام میں کوئی تم سے نہ جھگڑے۔ اور آپ اپنے رب کی طرف (لوگوں کو) بلائیے۔ کیونکہ آپ سیدھے رستہ پر ہیں۔ اور اگر آپ سے وہ جھگڑیں بھی تو کہدیجئے کہ جو کچھ تم کرتے ہو۔ خدا اس کو خوب جانتا ہے قیامت کے دن اس میں اللہ آپ فیصلہ کر لیگا۔" (ترجمہ مولانا عبد الحق حقانی)

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیر مسلم کو ہم صرف نرم لہجہ کی مشورت اور نصیحت سے مسلم بنا سکتے ہیں۔ ہم کو خدا نے کسی قسم کے جبر کا حق نہیں دیا ہے۔ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ آپ ان پر گماشتہ نہیں بنائے گئے ہیں۔ مگر جو روگردانی اور کفر کریگا اسکو (خود) خدا عذاب دے لیگا۔

کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس قسم کی رواداری کی آیتوں کو آیات جہاد نے منسوخ کر دیا۔ مگر ذیل میں ہم وہ آیت نقل کرتے ہیں جو وجوب جہاد کے بعد ۴ھ میں جب یہود بنی نضیر جلاوطن کئے گئے۔ نازل ہوئی تھی۔ یہود بنی نضیر جلاوطن ہو کر جانے لگے۔ تو انصار کی اس اولاد کو بھی لیجانے لگے۔ جو پہلے سے یہودی ہو چکی تھی۔ اسلام سے قبل اکثر انصار کی عورتیں منتیں مانا کرتی تھیں۔ کہ خدائے اسرائیل اگر زندہ رکھے۔ تو میں اس بچہ کو یہودی بنا دونگی۔ اس قسم کی منتوں کے موافق جو بچے یہودی ہو چکے تھے۔ جب بنی نضیر ان کو لے جانے لگے۔ تو انصار نے جبر یہ روکنا چاہا۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔

(ناسخ منسوخ ابو جعفر نحاس)

لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (بقرہ ع ۲۴)

مذہب میں زبردستی نہیں۔ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی تو جو شخص طاغوت (روسائے کفر) کا کہا نہیں مانتا۔ اور خدا پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسنے نہایت مضبوط رسی پکڑ لی ہے۔ جو ٹوٹ نہیں سکتی۔ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اللہ (ہی) مسلمانوں کا دوست ہے۔ جو ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔ اور کافروں کے دوست طاغوت (روسائے کفر) ہیں۔ جو ان کو روشنی سے تاریکیوں میں لیجاتے ہیں۔ یہ لوگ آگ والے ہیں۔ اور ہمیشہ آگ ہی میں رہیں گے ٭

اِس آیت سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ "محض کفر" کی بنا پر کسی قسم کی سختی کا حق مسلمانوں کو نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارتداد کا ذکر متعدد مواقع پر آیا ہے۔ مگر کہیں بھی کسی قسم کی دنیاوی سزا کا ذکر نہیں ہے۔ اور اگر ہے۔ تو صرف لعنت اور نفرین کا ذکر ہے۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ (آل عمران ع ۹)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ (سورہ نساء ع ۲۰)

اللہ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کرے۔ جنھوں نے ایمان کے بعد اور اس کی شہادت دیکر کفر کیا کہ رسول برحق ہے۔ اور ان کے پاس کھلی دلیلیں آ چکی ہیں۔ اللہ ظالم قوم کو راہ پر نہیں لگاتا یہ لوگ وہ ہیں۔ جن کی سزا یہ ہے کہ ان پر خدا اور فرشتوں اور سارے آدمیوں کی لعنت ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہینگے۔ اور ان پر سے عذاب کم نہ ہو گا۔ نہ ان کی مدد کی جائیگی۔ مگر جو لوگ اس کے بعد تائب ہو کر (اپنے اعمال) درست کریں۔ تو اللہ معاف کرنیوالا اور رحیم ہے۔ مگر جو لوگ کافر (ہی) ہو گئے۔ ان کی توبہ قبول نہ ہو گی۔ یہی لوگ ظالم ہیں۔ جو کافر ہو گئے۔ اور کافر ہی مرے۔ وہ اگر بھر زمین سونا فدیہ کریں۔ تو وہ بھی قبول نہ ہو گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

جو لوگ (ایکمرتبہ) ایمان لائے۔ پھر کافر ہوئے۔ پھر (دوبارہ) ایمان لائے۔ پھر کافر ہو گئے۔ پھر کفر میں زیادہ ہو گئے۔ اللہ تعالے

(اس کے لئے تیار) نہیں ہے۔ کہ ان کو معاف کرے، نہ (اس کے لئے تیار) ہے کہ ان کو راہ پر لگا دے۔

ان آیات میں صرف عذاب آخرت کا ذکر ہے۔ اگر کوئی دنیاوی سزا مذکور ہے۔ تو صرف لعنت کا ذکر ہے۔ ان آیتوں میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ سے زائد اس کو توبہ کا موقع دینا چاہیئے۔ کہیں اس کا ذکر نہیں ہے کہ مرتد کو قتل کر دینا چاہیئے۔ ایک دوسرے موقعہ پر ارشاد ہے

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

یہ لوگ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ممکن ہو۔ تو تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کر دیں۔ اور جو شخص اپنے دین سے برگشتہ ہو جائے۔ پھر کافر (ہی) مرے۔ تو (ایسے) لوگ آگ والے ہیں۔ جس میں ہمیشہ رہیں گے ‘‘ (بقرہ ع ۲۷)

اس آیت میں تصریح تو نہیں۔ مگر اس کا اشارہ ہے کہ مرتد دوبارہ مسلمان ہو جائے۔ تو بہتر ہے۔ قتل کی سزا دینے کے بعد اس کا موقع نہیں رہتا۔ ’’فیمت‘‘ کا لفظ بتا رہا ہے کہ مرتد کو اسوقت تک توبہ کا موقع ہے۔ جب تک قضائے ربانی سے وہ خود بخود نہ مر جائے۔

ہم کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق پر کسی قسم کا جبر روا نہ رکھا۔ حالانکہ بعض منافقین کے ارتداد کا گواہ خود خداوند عالم تھا۔ جیسا کہ فرمایا:۔

وَلَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝

عذر نہ کرو۔ مسلمان ہو جانے کے بعد تم نے کفر کیا۔ اگر ہم تمہارے ایک گروہ سے درگذر کریں گے۔ تو ایک گروہ کو سزا دینگے۔ کیونکہ یہی لوگ مجرم تھے۔

اس آیت سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے۔ کہ ان مرتدین کی ایک جماعت عنقریب مسلمان ہونے والی تھی۔ جس کے متعلق معافی کی نوید ہے۔ اور ایک گروہ کے لئے عذاب کی دھمکی ہے۔ غور کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خلفاء نے ان لوگوں میں سے کسی کو کوئی سزا دی؟ جن کے حق میں یہ آیت اُتری تھی۔ قطعاً نہیں۔ تعذیب کے لفظ کا اسناد خدا نے اپنی ذات کی طرف کیا ہے۔ اس لئے سزائے ارتداد دینا صرف خدا کا کام ہے۔ یہود مدینہ کے متعلق ارشاد آلہی ہے۔

وَقَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (آل عمران)

اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ مسلمانوں پر جو نازل ہوا ہے اسپر دن میں ایمان لاؤ۔ اور دن ختم ہوتے ہوتے کافر ہو جاؤ شاید (اس داؤں سے) وہ (مسلمان) بھی برگشتہ ہو جائیں۔

اگر ارتداد یا کفر بعد ایمان کی کوئی سزا مقرر ہوتی۔ تو یہود اس قسم کی خطرناک سازش کی جرأت نہ کر سکتے۔ وہ تو صرف جماعت کی سائکلوجی سے کام لینا چاہتے تھے۔ انہوں نے حسب مشورہ ایسا کیا بھی۔ لیکن کیا کوئی شخص احادیث اور کتب سیر سے اس کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہود کو یا ان کے فریب میں آنے والوں کو کوئی سزا دی؟ مسلمانوں کو یہود کی اس حرکت سے یقیناً رنج اور تکلیف ہوئی۔ خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ بات نہایت شاق گذری ہو گی۔ اس لئے خدا نے تسکین کے لئے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِن بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَن يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

اے جناب رسول! جو لوگ منہوں سے تو کہہ چکے ہیں۔ کہ ہم ایمان لائے۔ مگر ان کے قلوب میں ایمان نہ تھا۔ اور یہود میں سے جو لوگ کفر کی طرف تیزی سے جاتے ہیں۔ ان کا آپ کو غم نہ ہونا چاہیئے۔ یہ لوگ جھوٹ سُنا کرتے اور کچھ دوسرے لوگوں کی باتیں سنا کرتے ہیں، جو آپ کے پاس نہیں آئے (بہر حصہ جماعت کے لوگ) بات کو اس کے موقعہ سے پھیر دیتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ کہ اگر تم کو یہ (تعلیم) دی جائے۔ تو قبول کر لینا اور اگر یہ (تعلیم) نہ دی جائے۔ تو پرہیز کرنا۔ اللہ نے جس کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس کے لئے آپ کو خدا کی طرف سے کسی بات کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کی تطہیر کا ارادہ خدا نے نہیں کیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے دنیا میں ناکامی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

اس آیت کو بار بار پڑھو! اس میں یہود کی پوری پوری سازش کا حال کھول دیا گیا ہے۔ یہود کی ایک خفیہ جماعت تھی جو سکھا پڑھا کر چند یہود کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتی تھی۔ کہ فلاں فلاں باتیں بتائیں۔ تو ان کو ماننا ورنہ نہیں

اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ یہود کے فرستادوں کے ساتھ جو مرتد ہونے کے قصد سے مسلمان ہوتے تھے مسلمان ہوتے وہ بھی مرتد ہونے لگے جن کے قلوب میں ابھی اسلام راسخ نہ ہوا تھا۔ یہ اسی سازش کا کارنامہ تھا۔ جس کا ذکر سورہ آل عمران میں ہے۔ اس موقع پر قتل مرتد کے حکم کا موقع کیا ہو سکتا ہے۔ مگر خدا نے صراحت کے ساتھ بتا دیا۔ کہ ان لوگوں کی سزائیں صرف دو ہیں۔

پہلی سزا یہ ہے۔ کہ انہوں نے جس مقصد سے یہ سازش کی ہے۔ اس میں ہرگز کامیاب ہونگے۔ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ دنیا میں ان کے لئے ناکامی ہے۔

دوسری سزا یہ ہے۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ آخرت میں ان پر بڑا عذاب ہو گا۔

مرتدوں کے متعلق سخت ترین احکام جن آیتوں میں آیا ہے وہ یہ ہیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ (مائدہ ع ۸)

اے مسلمانو! تم میں جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو (وہ جان لے) کہ عنقریب خدا ایک ایسی قوم لائے گا۔ جس کو خدا دوست رکھیگا اور وہ بھی خدا سے محبت کریگی۔ وہ مسلمانوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہو گی۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریگی۔ کسی ملامت کرنیوالے کی پروا نکرے گی۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

اس آیت میں صرف ایک پیشگوئی ہے۔ اس سے شرائط جہاد پائے جانے کی صورت میں مرتدوں کے ساتھ جنگ کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ یہ پیشگوئی پہلی خلافت کے عہد میں پوری ہو گئی وہ جہاد محض ارتداد کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ایک باغیانہ فعل (منع زکوٰۃ) کی وجہ سے ہوا تھا۔

دوسری آیت یہ ہے:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۔ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ ۚ فَإِن يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۖ وَإِن يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (توبہ ع ۱۰)

اے نبی! کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کیجئے۔

اور ان پر سختی کیجئے۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ وہ جب تک باتیں کرتے ہیں۔ قسمیں کھاتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے یقیناً کفر کا کلمہ کہا ہے۔ اور اسلام کے بعد کفر کیا ہے۔ انھوں نے اس بات کا ارادہ کیا۔ جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ انھوں نے (اسلام میں)، کوئی بُرائی نہ دیکھی۔ مگر یہ کہ اللہ اور رسول نے اپنی مہربانی سے ان کو دولتمند کر دیا اگر وہ توبہ کریں۔ تو ان کے لئے بہتر ہے۔ اور نہ مانیں۔ تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں (دونوں جگہ) دردناک عذاب دیگا۔ اور ساری زمین میں کوئی ان کا معاون و مددگار نہ ہو گا۔

اس آیت میں ضرور مرتدین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا ہے مگر وجوب جہاد کی علت محض ارتداد نہیں۔ بلکہ بات بات پر فریب دینا (یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا) اور مسلمانوں کو مصائب اور تکالیف میں گرفتار کرنے کی سازش کو وجوب جہاد میں سب سے زیادہ دخل حاصل ہے۔ ھَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ان کا سب سے بڑا جرم تھا۔ اس قسم کی صورت حال میں ہر متمدن قوم کے عقلاء اس قسم کے مفسدین کے لئے سخت ترین عذاب جائز رکھتے ہیں۔ یہ آیت انھیں بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ جن کے متعلق لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ نازل ہوئی۔ اس آیت کی بنا پر یہود بنی نضیر جلا وطن کئے گئے تھے اس آیت میں بھی کسی سزا کا ذکر نہیں۔ کیونکہ جہاد سزا نہیں ہے۔

سب سے اہم دلیل جو قرآن مجید سے قتل مرتد کے لئے دی جا سکتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا:۔

اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ (بقرہ ع ۶)

تم نے بچھوا پوج کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ بس اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو۔ یہ تمہارے لئے تمہارے باری کے نزدیک بہتر ہے۔

لیکن ابھی یہ طے کرنا باقی ہے۔ کہ ہر فعل جو بنی اسرائیل پر واجب تھا۔ ہم پر بھی واجب ہے۔ یا نہیں۔ جن احکام سابقہ کا قرآن مجید نے ذکر کیا ہے۔ اور ان کی منسوخیت پر نص کر دیا ہے ان پر عمل واجب نہیں۔ اور جن احکام پر سکوت کیا ہے۔ اگر حدیث ان کی مخالفت کرتی ہے۔ تو ان پر بھی عمل نہ ہو گا۔ جن احکام پر قرآن مجید اور احادیث نبویہ دونوں خاموش ہیں ان کے جواز میں تو کوئی شبہ نہیں۔ لیکن استحسان اور وجوب میں گفتگو ہے۔ اکثر ائمہ فقہ استحسان کے قائل ہیں۔ جو باتیں نبی برحق کے ذریعہ سے ہم تک نہیں پہنچیں۔ ان کے متعلق ہم کو حکم ہے کہ لا تصدقوہ ولا تکذبوہ۔

بے شک عہد اسرائیل میں ارتداد کی سزا قتل تھی۔ مگر اسلام تو یہ حکم دیتا ہے:۔

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ دین میں زبردستی نہیں۔

مَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِہِمْ سُرَادِقُہَا۔

جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے۔ ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ مہیا کر رکھی ہے۔ جس کے سراپردوں نے انکو گھیر لیا ہے۔

علاوہ بریں خود آیت مذکورہ میں توبہ کے بعد قتل کئے جانے کا ذکر ہے۔ حالانکہ اسلام تائب کو سزا نہیں دیتا۔ اسلام کسی مرتد کو حکم نہیں دیتا۔ کہ وہ خدا کو راضی کرنے کے لئے خودکشی کرے خودکشی حرام ہے۔ نہ اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ ایک مرتد دوسرے کو قتل کرے۔ یہ بھی خودکشی ہے۔ اس لئے آیت اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ قتل مرتد کے وجوب یا جواز کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اس آیت میں ایک منسوخ شریعت کے احکام کا اعادہ کیا گیا ہے۔

برٹش گیانا (جنوبی امریکہ) میں نو آبادیات ہندوستانی تارکان وطن کیلئے شرائط

حضور گورنر جنرل بہادر ہند نے مطابق انڈین ایمیگریشن ایکٹ ۱۹۲۲ء سیکشن ۷، کے ماتحت کونسل آف سٹیٹ اور لیجسلیٹو اسمبلی کی سفارشوں کے مطابق یہ اعلان کیا ہے۔ کہ آئندہ ہندوستانیوں کے لئے جو ہندوستان سے ترک وطن کر کے برٹش گیانا میں آباد ہونا چاہیں۔ مندرجہ ذیل شرائط کے ماتحت عام اجازت ہو گی۔ جس کی تاریخ نفوذ کی اطلاع انڈیا گزٹ میں بعد مشورہ گورنمنٹ برٹش گیانا شائع کی جائیگی شرائط یہ ہیں:۔

(۱) ترک وطن کے مقصد کے لئے ایک خاندان یا کنبہ ایک یونٹ تصور کیا جائے گا۔ اور پانچ سو تک خاندانوں کو ترک وطن کی اجازت ہو گی۔ جن کے مجموعی نفوس کی تعداد ایک ہزار پانچ سو سے تجاوز نہ کریگی۔

(۲) گورنمنٹ برٹش گیانا ایک ایمیگریشن کمشنر مقرر کریگی۔ جس کے ماتحت ایک ایجنٹ ہو گا۔ ایجنٹ سے یا براہ راست کمشنر سے سفر اور راہداری کی اجازت کے لئے درخواست کی جائیگی جو تارک وطن خاندان کے سفر وغیرہ کا انتظام کرینگے۔

(۳) کوئی رقم یا اس کا حصہ جو تارکین کو گورنمنٹ بطور سفر خرچ یا دیگر اخراجات دیگی۔ وہ واپس نہیں لیا جائے گا اور یہ تمام اخراجات گورنمنٹ برٹش گیانا برداشت کریگی۔

(۴) گورنمنٹ ہند کی درخواست پر گورنمنٹ برٹش گیانا تارکین کی بھرتی کے لئے ایک ایجنٹ ہند میں مقرر کریگی۔ اور وقتاً فوقتاً انکی بغیر حاضری یا رخصت پر اس کے قائم مقام کا بندوبست کریگی۔

(۵) تارکین کے برٹش گیانا میں داخل ہونے سے پہلے وہاں کی گورنمنٹ ایک کمیشن مقرر کریگی۔ جو ان مہاجرین کے لئے عمدہ زمین قابل کاشت انتخاب کریگا۔ اور ان کے کام میں سہولتیں بہم پہنچائے گا۔

(۶) (الف) گورنمنٹ برٹش گیانا ہر ایک خاندان کو کم از کم پانچ ایکڑ عمدہ قابل کاشت زمین عطا کریگی۔ جو اس خاندان کی جائداد کہلائیگی۔ یہ زمین عمدہ صحت بخش علاقہ میں ہو گی۔ جہاں پینے کا پانی بافراط ہو گا

(ب) زمین کی تیاری اور قابل کاشت بنانے کے تمام اخراجات گورنمنٹ گیانا برداشت کریگی۔ جو تارکین سے کسی حالت میں وضع نہیں کئے جائینگے۔ البتہ ایک سالانہ ٹیکس کمشنر نو آبادیات اس زمین پر لگائیں گے۔ جو رائج الوقت ٹیکس سے کم از کم ہو گا۔

(ج) ایک تارک تین سال کے قبضہ کے بعد بشرطیکہ اس نے ایک حصہ زمین خود کاشت کیا ہو۔ یا خاندان کے کسی آدمی سے کاشت کرایا ہو۔ ایک فیس جو ۲۴ ڈالر تک ہو گی۔ ان تین چار سالوں میں کسی وقت ادا کرنے پر ایک حصہ جائداد کا مالک قرار دیا جائیگا۔ اور عرصہ سات سال اول قبضہ سے لے کر بشرطیکہ تارک نے تمام ٹیکس اور فیس ادا کر دی ہو۔ اور کم از کم نصف حصہ زمین کاشت میں لے آیا ہو۔ تمام جائداد کا مالک قرار دیا جائیگا۔

(۷) برٹش گیانا میں داخل ہونے کے ایک ماہ بعد تک وہاں کی گورنمنٹ مہاجرین کی رہایش اور خورونوش کا تمام انتظام مفت کریگی

(۸) تارکان کو انکی درخواست پر ٹیکس فیس اور کاشتکاری وغیرہ کے سامان مہیا کرنے کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے قرضہ دیا جائیگا۔ جو چند اقساط میں واپس لیا جائیگا۔ اور ڈاکٹری اور حفاظت کا انتظام مفت ہو گا۔

(۹) ایک تارک برٹش گیانا میں سات سال تک رہنے کے بعد ہندوستان واپس آنے کا پورا پورا حق رکھتا ہو گا۔ اور اس کے واپسی کے تمام اخراجات گورنمنٹ کے ذمہ ہونگے۔

(۱۰) وہ تارکین جو تین سال سے زیادہ اور پانچ سال سے کم عرصہ رہنے کے بعد ہندوستان آنا چاہیں۔ انہیں نصف کرایہ از ہندوستان تا برٹش گیانا ادا کرنا ہو گا۔ گورنمنٹ ان کے واپسی کے اخراجات برداشت کریگی۔

(۱۱) وہ مہاجرین جو کم از کم پانچ سال اور زیادہ سے زیادہ سات سال تک برٹش گیانا میں مقیم رہنے کے بعد ہندوستان میں واپس آنا چاہیں انہیں ½ حصہ کرایہ از ہند تا برٹش گیانا ادا کرنا ہو گا بقیہ واپسی کے اخراجات گورنمنٹ کے ذمہ ہونگے

(۱۲) گورنمنٹ کے مقرر کردہ ایجنٹ کی خواہش پر مندرجہ بالا قانون کے ماتحت بدون شرائط مندرجہ گورنمنٹ کسی مہاجر کو واپس ہندوستان بھیجنے اور تمام اخراجات سفر برداشت کرنے کی ذمہ وار ہو گی۔

(۱۳) ہر ایک تارک کو برٹش گیانا میں پہنچنے پر پوری آزادی ہوگی۔ کہ وہ اپنی حسب منشا کاشتکاری یا کوئی اور پیشہ یا ملازمت جو وہ پسند کرے اختیار کرے +

(۱۴) جیسا کہ تمام دوسری قوموں کے بچوں کے لئے تعلیم لازمی ہے۔ ویسی ہی ہندوستانی بچوں کے لئے تعلیم اسی حد تک لازمی ہوگی +

(۱۵) گورنمنٹ برٹش گیانا ایک بورڈ مقرر کرے گی۔ جو نرخ مزدوری وغیرہ تجویز کرے گی۔ اور جس میں ہندوستانی نمائندگی اور حقوق کی نگہداشت منظور کی جائے گی +

(۱۶) اس اعلان سے پہلے جس قدر ہندوستانی ترک وطن کر چکے ہوں۔ وہ واپس ہندوستان آنے کے حقدار تصور کیئے جائینگے۔ بشرطیکہ وہ ۲۳ فی صدی اس خرچ کی زیادتی کا ادا کریں۔ جو ان کے پہلے ہیل آنے اور موجودہ نرخ پر سفر خرچ میں ہو +

(۱۷) وہ ہندوستانی جو اس اعلان سے پہلے ترک وطن کر چکے ہوں۔ وہ اگر مزدوری کے لئے بے کار ہو گئے ہوں۔ یا اس اعلان کے بعد بے کار ہو جائیں۔ تو گورنمنٹ انہیں سرکاری خرچ پر واپس ہندوستان پہنچائے گی۔ بشرطیکہ وہ ہندوستان واپس آنا چاہیں +

(۱۸) گورنمنٹ آف انڈیا کی درخواست پر گورنمنٹ گیانا وقتاً فوقتاً تارکین کی بہبودی اور ترقی کی رپورٹیں گورنمنٹ ہند کو مہیا کیا کرے گی۔ جو اس اعلان کے ماتحت ہونگی +

(خاکسار ذو الفقار علی خاں ناظر امور عامہ)

جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح و فلاح

اخبار زمیندار نے اپنی ۵ مارچ ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں بیان کیا ہے۔ کہ جہاں جرائم پیشہ اقوام کی بستیاں مشنری انجمنوں کی نگرانی میں ہیں۔ وہاں مسلمانوں یا ہندوؤں کی ایسی انجمنوں کو اس کار خیر میں حصہ لینے کا کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جرائم پیشہ اقوام کی بستیاں چار عیسائی انجمنوں کی نگرانی میں ہیں اور باقی بستیوں کو مفصلہ ذیل طریق پر تقسیم کیا گیا ہے :۔

انجمن اسلامیہ ایک۔ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام دو۔ انجمن احمدیہ قادیان ایک۔ چیف خالصہ دیوان دو۔ سناتن دھرم سبھا دو۔ ہندو سبھا ایک۔ آریہ سماج ایک۔ دیو سماج ایک +

بروئے قواعد کسی انجمن کی بستی کا کوئی شخص اپنے مذہب کی پیروی کیلئے بالکل آزاد ہے۔ اور اگر وہ انجمن کے اصول یا سلوک سے ناخوش ہو تو کسی اور بستی میں تبدیل کئے جانیکی درخواست کر سکتا ہے۔ جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے کسی انجمن کے انتخاب میں ایسی انجمن کو ترجیح دیجاتی ہے۔ جس کے ساتھ بستی کے افراد متعلق ہوں۔ یا جس کی طرف ان کا رجحان پایا جاتا ہو +

دستخط۔ مظفر خاں ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب +

مولانا سید محمد عبد الواحد صاحب مرحوم کے حالات زندگی

جماعت احمدیہ بنگال کے امیر حضرت مولانا سید محمد عبد الواحد صاحب جو کہ مشرقی بنگال کے ایک ممتاز خاندان کی یادگار اور صوبہ بنگال کے ایک فاقد النظیر و عدیم المثال محقق علامہ تھے۔ اور جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے بنگال میں ہزاروں کی احمدیہ جماعت قائم کی ہے۔ بتاریخ ۹ ماہ رمضان جمعرات کے دن ۹ بجکر ۲۳ منٹ پر ۷۳ برس کی عمر میں اس دار فانی سے سرائے جاودانی کی طرف رحلت کر کے اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

حضرت مولانا مرحوم نے شہر ڈھاکہ کے گورنمنٹ عربی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد تکمیل علوم دینیہ کے لئے ہندوستان کا سفر اختیار کیا تھا۔ اور ہندوستان کی مختلف درسگاہوں کو تنقیدی نگاہ سے معائنہ کرتے ہوئے لکھنؤ فرنگی محل کے مشہور علامہ مولانا مولوی عبد الحی صاحب کی شاگردی پسند فرمائی۔ اور عرصہ دراز تک وہاں علم دین حاصل کرتے رہے +

مولانا صاحب مرحوم کے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مولانا عبد الحی صاحب نے نظام حیدر آباد کی حکومت میں ۵۰۰ روپیہ تنخواہ پر ایک جلیل القدر عہدے کے لئے بھیجنا چاہا لیکن بیماری کی وجہ سے آپ نے حیدر آباد کے گرم علاقہ میں جانا پسند نہ فرمایا۔ پھر ایک دفعہ گورنمنٹ مدرسہ ڈھاکہ کے مدرس دوم کے عہدہ کے لئے نامزد کئے گئے۔ لیکن بیماری کی وجہ سے وہاں بھی نہ جا سکے۔ مشیت ایزدی و مصلحت الٰہی سے آپ کو کسی عظیم الشان مقصد کے لئے برہمن بڑیہ میں رکھنا مقدر ہو چکا تھا۔ آپ نے برہمن بڑیہ میں ہی غربت اور تنہائی کی زندگی کو پسند کیا۔ برہمن بڑیہ کے مسلمانوں اور اسکول کمیٹی کے ممبروں کی خواہش اور درخواست پر یہاں کے قاضی اور مدرس ہائی اسکول مقرر ہوئے۔ اور اس طرح ایک عرصہ دراز گذار دیا +

اس اثنا میں آپ کی دیانت و تقویٰ و تبحر علمی نے اس اطراف کے لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ اور جم غفیر کو آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل کر دیا۔ آپ بنگال کے افق سعادت پر ایک درخشندہ ستارہ تھے۔ جو بنگالیوں کے لئے نور ہدایت ہو کر چمکے۔ آپ کی بدولت اس علاقہ کی بہت سی مخلوق بدعت و ضلالت کی تاریکی سے جو زمانہ حال میں اطراف عالم میں چھائی ہوئی ہے۔ ایک حد تک محفوظ رہی۔ اور آپ کی وجہ سے زمانہ حال کے گمراہ فقیر اس علاقہ میں اپنا سکہ نہ جما سکے۔ آپ کو عمر کے آخیر حصہ میں مشیت الٰہی نے سلسلہ احمدیہ کی تخم ریزی کے لئے اس طرح کھڑا کیا۔ کہ آپ کے ایک دوست منشی دولت احمد خاں وکیل عدالت برہمن بڑیہ نے جو کہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور کے مفرح عنبری کے خریدار تھے۔ اور حکیم صاحب نے ایک دفعہ دوائی کے ساتھ حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق ایک اشتہار بھیجدیا تھا۔ وہ اشتہار مولانا مرحوم کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا مرحوم اس کو دیکھکر چونک پڑے۔ اور حضرت اقدس کے دعاوی کی تحقیقات میں اپنے تئیں ہمہ تن مصروف کر دیا۔ قریباً دس سال تک ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۲ء تک تحقیقات میں مصروف رہے۔ اور اس عرصہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بھی خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے آپ کو بہت سے خطوط لکھے۔ جن میں سے دو خط ناظرین الفضل کے مطالعہ کے لئے درج کئے جاتے ہیں :۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم سید محمد عبد الواحد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ دو تین ہفتہ سے پھر بیمار رہوں۔ اس لئے کام چھپوائی کتاب کا ابھی شروع نہیں کر سکا۔ آپ کے نئے اعتراض بھی میری نظر سے گذرے۔ خدا تعالیٰ آپ کو تسلی بخشے آمین۔ میں اگر ان اعتراضات کا جواب لکھوں۔ تو طول بہت ہو جائے گا۔ اور میں اپنی متفرق کتابوں میں ان کا جواب دے چکا ہوں۔ میں نے یہ تجویز سوچی ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ آپ ایک ماہ کی رخصت لے کر اس جگہ آجائیں۔ آمد و رفت کا تمام کرایہ میرے ذمہ ہوگا۔ اس صورت میں ایک ماہ کے عرصہ میں آپ پوری تسلی سے سب کچھ دریافت کر سکتے ہیں۔ اور انشراح صدر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لیکن اپنی طرف سے ہر ایک بات سمجھا دی جائے گی۔ اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو مقام افسوس نہ ہوگا۔ اور اس صورت میں آپ اس تمام کتاب کو جس میں آپ کے اعتراضات کا جواب ہے۔ قبل از اشاعت دیکھ سکتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ نہایت عمدہ طریق ہے۔ آپ یہ خیال نہ کریں۔ کہ مجھے خرچ آمد و رفت بھیجنے میں کچھ تکلیف ہوگی۔ کیونکہ آپ کی تحریر میں رشد اور سعادت کی بو آتی ہے۔ اور آپ جیسے رشید کے لئے کچھ مال خرچ کرنا موجب ثواب اور اجر آخرت ہے۔ جواب سے ضرور مطلع فرماویں۔ والسلام
راقم میرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء

دوسرا خط یہ ہے :-

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلے ١٧ اگست ١٩٠٥ء

مجبی اخویم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا ۔ اس وقت میں نہایت قلیل الفرصت ہوں ۔ مگر میں نے ارادہ کیا ہے ۔ کہ آپ کے شبہات کا جواب اپنے ایک رسالہ میں جو میں نے لکھنا شروع کیا ہے ۔ لکھ دوں یہ رسالہ اگر خدا تعالےٰ نے چاہا ۔ تو نومبر ١٩٠٥ء تک ختم ہو جائیگا اور چھپ جائیگا ۔ یہ آپ کے ذمہ ہوگا ۔ کہ آپ نومبر کے آخیر میں یا دسمبر ١٩٠٥ء کے ابتدا میں مجھے اطلاع دیں ۔ تو میں وہ رسالہ آپ کی خدمت میں بھیج دوں ۔ اور میں امید رکھتا ہوں ۔ کہ رسالہ کے دیکھنے سے علاوہ آپ کے شبہات کے ازالہ کے اور بھی کئی قسم سے آپ کی واقفیت بڑھے گی ۔ اگرچہ میرے نزدیک یہ معمولی اعتراضات ہیں ۔ جن کا کئی متفرق کتابوں میں بار بار جواب دیا گیا ہے ۔ مگر چونکہ تحریر سے سعادت اور حق طلبی مترشح ہو رہی ہے ۔ اس لئے محض آپ کے فائدہ کے لئے یہ تکلیف اپنے پر گوارا کروں گا ۔ کہ آپ کے فہم اور مذاق کے مطابق جہاں تک مجھ سے ہو سکے لکھ دوں گا ۔ آئندہ ہر ایک امر اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے ۔ مجھے امید تھی ۔ کہ یہ باتیں ایسی سہل اور راہ پر پڑی ہیں ۔ کہ آپ تھوڑی سی توجہ سے خود ہی ان کو حل کر سکتے تھے ۔ لیکن اس میں کوئی مصلحت الٰہی ہوگی ۔ کہ مجھ سے آپ نے جواب مانگا ۔ زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ ۔ قادیان ۔ ضلع گورداسپور ۔ پنجاب ‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مولانا مرحوم کا ذکر براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بھی کیا ہے ۔ آخر جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ١٩٠٨ء میں انتقال ہو گیا ۔ تو حضرت خلیفہ اول کے عہد مبارک میں آپ کو شرح صدر ہوا ۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت نہ کر سکنے کے سبب سے افسوس کرتے ہوئے اس کبرسنی میں قادیان جاکر بیعت کرنے کا مصمم ارادہ کیا ۔ چنانچہ اپنے تین شاگردوں کو ہمراہ لے کر ١٩١٢ء کے اکتوبر میں دار الامان روانہ ہوئے ۔ اور راستہ میں ہندوستان کے مشاہیر علماء مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ۔ مولوی شبلی صاحب نعمانی ۔ مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی ۔ مولوی عین القضاۃ صاحب فرنگی محل لکھنؤ ۔ مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محل لکھنؤ ۔ مولوی عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ سے ملاقات کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بحث مباحثہ کرتے ہوئے وارد دار الامان ہوئے ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے دست مبارک پر بیعت کر کے کچھ عرصہ وہاں ٹھہرنے کے بعد حسب اجازت حضرت خلیفۃ المسیح اول برہمن بڑیہ واپس آگئے ۔ اس سفر کے دلچسپ اور مفصل حالات آپ نے اپنی ایک تصنیف جذبۃ الحق میں تفصیلاً بیان کئے ہیں ۔ جس کے ٨٠ صفحہ آپ کی زیر نگرانی چھپ چکے ہیں ۔ اور باقی چند صفحات بھی انشاء اللہ عنقریب چھپ جائیں گے ۔ کتاب مکمل ہو جائیگی تو انجمن احمدیہ برہمن بڑیہ کی طرف سے ہدیہ ناظرین کی جائے گی ۔ انشاء اللہ العزیز ٭

آپ کے قادیان سے واپس آنے پر اس علاقہ میں ایک شور پڑ گیا ۔ اور ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا ۔ مخالفت کا ایک طوفان برپا ہو گیا ۔ لیکن دشمن کچھ نہ کر سکے ۔ اور جماعت دن بدن ترقی کرتی گئی ٭

آپ کی وفات کی خبر سے یہاں کے ہر مذہب و ملت کے لوگوں میں حسرت و غم کا عالم طاری ہو گیا ۔ صبح سے لے کر شام تک ہندو مسلمان جوق در جوق آپ کی نعش کی زیارت کے لئے آتے رہے ۔ وفات کے غم میں ہائی اسکول وغیرہ میں رخصت دی گئی ۔ مولوی عبد اللطیف صاحب پروفیسر چٹاگانگ کالج نے آن کر مولانا مرحوم کی وصیت کے مطابق جنازہ کی نماز پڑھائی ۔ آپ کے جنازہ کی نماز میں قریباً ٢٠٠٠ کی تعداد میں لوگ شامل ہوئے ۔ آخر آپ کو آپ کے مکان کے ایک باغیچہ میں دفن کیا گیا ۔ آپ کی تجہیز و تکفین کا کام خدا کے فضل و رحم کے ماتحت نہایت ہی عمدگی سے انجام پذیر ہوا ٭

احباب سے درخواست ہے ۔ کہ مولانا مرحوم کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں ۔ اور آپ کے پس ماندگان کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ دعا کریں ۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو احمدیت کے سچے خادم بنائے ۔ آمین ٭

(خاکسار ظل الرحمٰن احمدی مبلغ متعین بنگال ۔)

’’نیوگ اور نکاح ثانی‘‘

سوامی دیانند جی نے نہایت جانکاہ کوششوں کے بعد ایک پوتر مسئلہ (نیوگ) آریہ سماج کے سامنے پیش کیا تھا ۔ اور عمر بھر اس کا پرچار کرتے رہے ۔ پھر جہاں آپ نے ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کا ذکر کیا ہے ۔ وہاں نکاح ثانی کی بھی اشد مخالفت کی ہے ۔ اور اس کے متعدد نقائص (بزعم خود) بیان کئے ہیں ۔ مگر افسوس کہ ابھی سوامی جی کی روح اپنے ان حیرت انگیز انکشافات پر خوش ہی ہو رہی ہوگی ۔ کہ ویدک دھرم سے ناواقف آریوں نے ’’بدھوا دواہ‘‘ کے ریزولیوشن پاس کرنے شروع کر دیئے ۔ اور ’’مہرشی‘‘ کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا ۔ ابھی ایسے آریوں پر ہی سوامی صاحب کا غصہ کم نہ ہوا تھا ۔ کہ ایڈیٹر آریہ مسافر دہلی نے تمام کارروائی پر پانی پھیر دیا ۔ اور صحیح ویدک دھرم کا نقشہ بدل دیا ۔ چنانچہ لکھا ہے :-

’’ ہاں یہ ضرور ہے ۔ کہ جس طرح کہ بی بی کی وفات کے بعد مرد آزاد ہے ۔ کہ دوسری شادی کرے ۔ اسی طرح عورت بھی خاوند کے مرنے کے بعد مجاز رکھتی ہے ۔ کہ نکاح ثانی کرے ‘‘ (آریہ مسافر نمبر ٦ صفحہ ٣٤)

کیا اس سچی تعلیم کو مان کر بھی آریہ سماجی دوست نیوگ کے خواہشمند ہونگے ؟

مندرجہ بالا اقتباس میں نکاح ثانی کو ضروری قرار دینے کے باوجود مہاشہ دھرم بھکشو جی نیوگ کے جواز کے قائل نظر آتے ہیں ۔ جیسا کہ اگلے اقتباس سے ظاہر ہو جائیگا اور ان کے نزدیک ویدک دھرم میں نکاح اور نیوگ کی ایک ہی غرض ہے ۔ چنانچہ انکے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

’’ عورت اور مرد کا باہمی تعلق محض حصولیت اولاد کے لئے ہوتا ہے ۔ نفسانی اغراض کے لئے نہیں ۔ اگرچہ بالعموم اس سے لذت دنیا ہی حاصل ہوتی ہے ۔ تو پھر نیوگ کی ضرورت اور مقصد سمجھنے میں زیادہ دقت نہیں رہتی ‘‘ ۔ صفحہ ٣٥

ان الفاظ میں ’’نیوگ کی ضرورت‘‘ اولاد پیدا کرنا بتلائی گئی ہے ۔ مگر کیا سوامی صاحب کو بھی یہی غرض مد نظر تھی ۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں :-

’’ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے ۔ تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کرے لیکن رنڈی بازی یا زنا کاری کبھی نہ کریں ‘‘ (ستیارتھ پرکاش باب ٤ دفعہ ١٤٦)

نیوگ کو ایک طرف تو نکاح کے مترادف قرار دیا گیا ہے مگر ساتھ ہی اسمیں اور نکاح میں فرق بھی بتلایا ہے ۔ چنانچہ لکھا ہے :-

’’ شادی اور نیوگ میں صرف اس قدر فرق ہے ۔ کہ شادی میں عورت و مرد کا تعلق ہونا عام سنسکاروں میں سے افضل ہے ‘‘ مگر یہ نیوگ کا تعلق یا طریق کسی خاص ضرورت پر ہی ہوتا ہے ۔ عام طور پر نہیں ۔ مگر حصولیت اولاد ہی دونوں میں مقصود ہوتا ہے ۔ اور جس طرح شادی سوسائٹی کی مرضی کے مطابق شریعت کی پابندی کے ساتھ علی الاعلان ہوتی ہے ۔ اسی طرح نیوگ میں بھی ہوتا ہے ۔ ہاں صرف اتنی تفاوت اور ہے ۔ کہ شادی میں مرد و عورت کا تعلق تاحیات کیلئے ہوتا ہے ۔ اور نیوگ میں فقط اولاد پیدا ہو جانے تک ۔ بعد میں منقطع ہو جاتا ہے ۔ (آریہ مسافر نمبر ٦ صفحہ ٣٥ کالم ٢)

ان دونوں کو دیکھ کر ان [illegible] مندرجہ بالا حوالہ کو مد نظر رکھ کر نیوگ اور زنا میں فرق ثابت کرے ۔ (خاکسار [illegible] قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

لیلۃ القدر کی تلاش

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۹ر اپریل ۱۹۲۶ء

(یہ خطبہ ۱۶ منٹ میں پڑھا گیا)

یہ رمضان کا آخری عشرہ ہے۔ اور اس آخری عشرہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اس کے اندر ایک ایسی رات ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں خاص طور پر سنتا ہے۔ اس رات میں اس کے بندے جو کچھ طلب کرتے ہیں۔ وہ دیتا ہے۔ اور جو چاہتے ہیں۔ وہ پورا کرتا ہے۔ اور آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں

اسے تلاش کرو۔ گو جیسا کہ میں پہلے کئی دفعہ بتا چکا ہوں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ آخری عشرہ میں ہی وہ رات آئے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اور بعد میں آنے والے صلحاء اور اولیاء اللہ کے تجربے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات بالعموم آخری عشرہ رمضان میں آتی ہے۔

اس رات کے برکات

بہت سے اولیاء نے خود مشاہدہ کئے ہیں۔ اور اپنی روحانی آنکھوں سے ان انوار کو آسمان سے اُترتے دیکھا ہے۔ جو انوار ایک دم میں تاریکستان کو نورانی بنا دیتے۔ اور متفکر انسان کو تمام دنیا میں

سب سے زیادہ خوش

کر دیتے ہیں۔ یہ تو ایک منٹ کے لئے بھی کبھی خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشاء یہ ہے کہ اس گھڑی میں جو رمضان کے آخری عشرہ کی کسی رات میں آتی ہے۔ جو آدمی جو کچھ بھی مانگے۔ وہ اسے مل جاتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر دین کے معاملہ میں امن و امان اُٹھ جاتا ہے۔ اور لیلۃ القدر اس

دعائے گنج العرش

کی طرح رہ جاتی ہے۔ جس کے متعلق جاہلوں میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے۔ کہ وہ ایسی دعا ہے۔ جس سے انسان جو چاہے۔ حاصل کر سکتا۔ اور ہر قسم کی تکلیف سے بچ سکتا ہے۔ اور پھر ایسی دعا کا پتہ بھی چور کے ذریعہ لگا ہے۔ نہ کسی ولی اور بزرگ کے ذریعہ۔ کہتے ہیں۔ ایک چور تھا۔ جس نے کئی خون کئے۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن جب جلاد اسے قتل کرنے لگے۔ اور اس کی گردن پر کئی تلواروں کے وار کئے۔ تو اسے ذرا بھی گزند نہ پہنچی۔ اور ذرا بھی گردن نہ کٹی۔ اسپر بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔ کہ تلواریں اس کی گردن نہیں کاٹ سکتیں۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر اس کی گردن ایسی ہی ہے۔ کہ تلواروں سے نہیں کٹ سکتی۔ تو اسے پھانسی دے دو۔ لیکن جب پھانسی پر چڑھایا گیا۔ تو پھانسی بھی اسپر کوئی اثر نہ کر سکی۔ اس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی۔ تو اس نے کہا کہ اچھا آگ میں ڈال دو مگر آگ نے بھی اس کا کچھ نہ بگاڑا۔ پھر کہا گیا۔ اسے اونچے پہاڑ پر سے گرا دو۔ لیکن پہاڑ سے گرانے پر وہ اس طرح لڑھکتا ہوا نیچے آ پہنچا۔ گویا کھیل رہا ہے۔ پھر کہا گیا۔ اسے وزنی پتھر باندھ کر پانی میں پھینک دو۔ لیکن جب پھینکا گیا تو وہ پانی پر اس طرح تیرنے لگا۔ جس طرح کارک تیرتا ہے۔ آخر بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلا کر کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ کہ ہم نے تمہیں چور سمجھ کر سزا دینی چاہی۔ تم تو بڑے

باکرامت انسان

ہو۔ اس نے کہا۔ ہوں تو میں چور ہی۔ مگر بات یہ ہے کہ میں ایک ایسی دعا جانتا ہوں۔ کہ جتنے انبیاء گذر چکے ہیں۔ ان کی نیکیوں کے برابر نیکیاں ایک دفعہ اس کے پڑھنے سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح خواہ کوئی کتنے گناہ کرے۔ ایک دفعہ اس کے پڑھ لینے سے سب دُور ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ میں وہ دعا پڑھا کرتا ہوں۔

تو نادانوں کی یہ دُعا بنائی ہوئی ہے۔ اگر لیلۃ القدر بھی اسی کی طرح ہو۔ کہ خواہ کوئی ڈاکہ ڈالے۔ چوری کرے قتل کرے۔ انبیاء کو گالیاں دے۔ شریعت کے کسی حکم پر عمل نہ کرے۔ لیکن اس رات دعا مانگ لے۔ تو انبیاء کی دعائیں رد ہو جائیں۔ مگر اس کی دعا ردّ نہ ہوگی۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ پھر کسی کو نیک اعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مثلاً ایک شخص اس رات یہ دُعا مانگ لے۔ کہ میں جو چاہوں کروں۔ لیکن جاؤں جنت کے سب سے اعلےٰ مقام میں اور اعلیٰ درجہ میں۔ اور یہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ تو پھر خواہ وہ کچھ کرے۔ جنت میں ہی جائے گا۔ مگر یہ بات

اسلام کی تعلیم

اور اسلام کے مغز کے قطعاً خلاف ہو۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ اس رات میں ایک خاص گھڑی ہوتی ہے۔ جبکہ برکات نازل ہوتی ہیں۔ اور خصوصاً جمعہ کی رات کو اس سے بڑا تعلق ہے۔ تو اس کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ کہ اس گھڑی میں خواہ کوئی دعا کی جائے۔ خدا تعالیٰ کو ضرور منظور کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ اُسے ردّ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے لئے کچھ حد بندی کرنی پڑیگی۔ جس کے ماتحت اس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ حد بندیاں کیا ہیں۔ وہی ہیں۔ جو شفاعت کے متعلق ہیں۔ یعنی ایک ایسا شخص جو کوئی ایسی چیز مانگتا ہے۔ جو

خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت

دی جا سکتی ہے۔ لیکن بعض عارضی روکیں پیدا ہو گئی ہیں۔ جو امکان قدرت سے تعلق نہیں رکھتیں۔ یا اس انسان کے درجہ سے تعلق نہیں رکھتیں۔ وہ ایسے موقعہ پر مانگے گا۔ تو اسے مل جائیگی ورنہ اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ

خواہ کوئی کچھ کرے

جو دعا بھی اسوقت مانگے۔ وہی قبول ہو جائیگی۔ تو ہو سکتا ہے کہ ایک شخص رمضان کے پہلے بیس روزے نہ رکھے۔ نہ نمازیں پڑھے۔ نہ کوئی اور نیک کام کرے۔ لیکن جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو۔ تو مغرب کی نماز کے بعد سے لے کر صبح کی نماز تک دعا مانگتا رہے۔ اور دن کو سو جائے نہ ظہر کی نماز پڑھے۔ نہ عصر کی۔ پھر رات کو یہ دعا مانگنا شروع کر دے۔ کہ میں جو چاہوں۔ کرتا رہوں۔ مجھ سے کوئی بازپرس نہ ہو۔ اور میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر جنت میں رکھا جاؤں یہ ہرگز مفہوم نہیں ہو سکتا ان حدیثوں کا جو

لیلۃ القدر کے متعلق

آئی ہیں۔ دعا وہی سنی جاتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت قبول ہونی ممکن ہو۔ مگر عارضی روکوں کی وجہ سے قبول نہ ہو سکتی ہو۔ اور یہ درست ہے۔ کہ انبیاء کی ایسی دعائیں کبھی ردّ نہیں ہوتیں۔ ان کی وہی دعائیں نامنظور ہوتی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے قانون یا خاص تقدیر کے مقابلہ میں آ پڑتی ہیں۔ اور انبیاء کو اس کا پتہ نہیں ہوتا۔ ورنہ جو ایسی نہیں ہوتیں۔ وہ قبول کی جاتی ہیں۔ اور کبھی ردّ نہیں کی جاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات

انبیاء کے مُنہ سے نکلے ہوئے فقرے

اس صفائی کے ساتھ پورے ہو جاتے ہیں۔ کہ لوگ خیال کر لیتے ہیں۔ انہیں بھی قانون قدرت پر تصرف حاصل ہے۔ لیکن وہ اہم امور جو خاص قدرتوں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور جن کے متعلق خدا تعالیٰ کا قانون اور رنگ میں جاری ہوتا ہے۔ ان کے متعلق نہ صرف یہ کہ انبیاء کے مُنہ سے نکلی ہوئی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ بلکہ مہینوں اور سالوں اس کے لئے دعا کرتے

رہتے ہیں۔ تو بھی منظور نہیں ہوتی۔ بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انبیاءؑ اور اپنے مقربین کی دُعائیں ان کی

محبت اور پیار

کی وجہ سے سُنتا ہے۔ مگر محبت اور پیار کی وجہ سے خدائی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ دعائیں جو اس کے قانون قدرت یا خاص تقدیر کے خلاف ہوں۔ انہیں قبول نہیں کرتا ◆

پس رمضان المبارک کا آخری عشرہ بھی بعض حد بندیوں کے ماتحت لئے گا۔ اور جب یہ بات تسلیم کی جائیگی۔ تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس عشرہ میں آنے والی خاص گھڑی سے وہی فائدہ اٹھائیگا جس کے دوسرے اعمال بھی اچھے ہونگے۔ اور جو دوسرے ایام میں بھی اپنے اندر صلاحیت رکھتا ہوگا۔ یعنی وہی اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ جو اپنے

اعمال کے رُو سے

اس کا مستحق ہوگا۔ پھر یہ حد بندی لگانے پر یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ لیلۃ القدر ہر انسان کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لئے ہے جو خود اسے اپنے لئے پیدا کرتا ہے۔ یہ نہیں۔ کہ اس عشرہ میں وہ خاص گھڑی اس لئے رکھ دی گئی ہے کہ جو چاہے۔ اس سے فائدہ اُٹھائے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے اس کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان کے لئے یہ بنائی جاتی ہے۔ پس یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ لیلۃ القدر اس رات میں پیدا نہیں کی جاتی۔ جس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ بلکہ پچھلے سال اور پچھلے مہینے اسے بناتے ہیں۔ جس کے پچھلے اعمال اعلیٰ ہونگے۔ اسی کے لئے لیلۃ القدر ہوگی ◆

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر میں یہ اشارہ ہے کہ جس کے

ابتدائی ایام نیکی میں

گذرتے ہیں۔ اس کے انتہائی ایام میں بھی خدا تعالیٰ کی تائید اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ جیساکہ رمضان کے ابتدائی ایام میں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے لئے آخری ایام میں ایسا وقت آتا ہے۔ کہ خدا اس کے لئے فضل نازل کرنے کا خاص موقعہ رکھتا ہے۔ پس لیلۃ القدر میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ اگر انسان اپنی زندگی کی ابتدائی گھڑیوں کو خدا تعالیٰ کی رضا میں صرف کرے۔ تو اس کی انتہائی گھڑیاں خدا تعالیٰ خود اپنی رضا میں صرف کرالیگا۔ اگر کوئی شخص اپنے

طاقت کے ایام میں

خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اس وقت جبکہ بڑھاپے کی وجہ سے اور کمزور ہو جانے کے باعث خدا تعالیٰ کی خاطر جسمانی اور مالی قربانی نہ کر سکیگا۔ خدا تعالیٰ خود اس سے کرالیگا۔

پس رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جس لیلۃ القدر کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ دراصل انسان کے انجام کی طرف اشارہ ہے۔ اگر ایک انسان نے متواتر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کی۔ اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی۔ تو جب اس پر ایسا زمانہ آئے گا۔ جب وہ اپنی ناطاقتی کی وجہ سے خدمت دین میں حصہ نہ لے سکیگا۔ تو خدا تعالیٰ خاص طور پر اسکی مدد فرمائے گا۔ اور اس کی باتوں میں وہ اثر پیدا کردیگا۔ جو دوسروں کے کاموں میں بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نے

اپنی ساری عمر

خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں خرچ کردی۔ اور دوسرے ابھی امتحان میں ہیں۔ نہ معلوم ان کا کیا نتیجہ ہو۔ پس لیلۃ القدر اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ ایک انسان جس نے اپنی ساری عمر خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی خدمت میں صرف کردی۔ وہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے جب جہاد کے لئے نہیں جا سکیگا۔ یا مالی قربانی نہیں کر سکیگا۔ اس وقت اس کے دل میں جو نیک ارادے پیدا ہونگے۔ ان کا ہی اسکو اتنا ثواب ملیگا۔ جو جوانوں کو ان کے کاموں کا نہیں ملیگا کیونکہ ان کی زندگی کی تو ابھی ابتدا شروع ہوئی ہے۔ اور وہ اپنی زندگی اور قویٰ خرچ کرکے انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ پس

لیلۃ القدر پیدا کی جاتی ہے

اور خدا تعالیٰ کی راہ میں کام کرنے والوں کے انجام کی خوبی کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ مگر دوسری طرف اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ تو معلوم ہوا۔ اس کی ابتدا بھی اچھی نہ تھی۔ اور اسکی ابتدائی خدمات نیک نیتی اور خلوص پر مبنی نہ تھیں۔

پس لیلۃ القدر سے یہ سبق مل سکتے ہیں۔ اول یہ کہ جو انسان خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ابتدا سے کام کریگا اس کا انجام اچھا ہوگا۔ اور دوم یہ کہ اگر کسی کے لئے لیلۃ القدر کی حالت پیدا نہیں ہوتی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کا پہلا زمانہ بظاہر اچھا معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ اچھے کام کرتا نظر آتا تھا مگر اس میں کچھ ایسے نقص تھے۔ کہ جن کی وجہ سے اس کی خدمات قبول نہ ہوئیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے اعمال کے تسلسل کو جاری نہ رہنے دیا۔

ان دو سبقوں کے ماتحت دوستوں کو صرف رمضان میں ہی نہیں۔ اور رمضان کے آخری عشرہ میں ہی نہیں بلکہ بعد میں بھی

لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہیئے

اور اپنی زندگی کے آخری عشرہ کے لئے ایسے سامان مہیا کرنے چاہیئیں۔ کہ انہیں لیلۃ القدر کے فیوض حاصل ہو سکیں۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ وہ اپنی زندگی کے پہلے ایام میں تو کام کریں۔ لیکن

انجام کے وقت

جب ان میں کام کرنے کی طاقت نہ رہے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد حاصل نہ ہو۔ جو اپنے محبوب بندوں کو دیتا۔ اور جو بخشش کے طور پر اس کی طرف سے ملتی ہے۔ اسوقت وہ اپنا خاص فضل نازل کرے۔ اور اپنے برکات کا وارث بنائے۔

یہی سبق ہے۔ جو خدا تعالیٰ لیلۃ القدر سے مؤمنوں کو دیتا ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے

کہ ہم رمضان کی لیلۃ القدر سے بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور انسان کی زندگی کی جو لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اس سے بھی مستفیض ہوں ہم خدا تعالیٰ کی گود میں ہوں۔ اور ہمارا آخری انجام اسی طرح ہو جس طرح لیلۃ القدر کے متعلق وعدہ کیا گیا ہے ◆

غیر مبایعین کا جنازہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک مکتوب

میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دیدیں۔ اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں۔ ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ غیر مبایعین کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی۔ اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کو غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔ جن لوگوں کا جنازہ جائز ہے۔ وہ وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کی اپنی طاقت کے مطابق فرمانبرداری کرتے ہیں لیکن اجتہادی ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جتنی قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ ایک قسم کی نبوت تو تھی لیکن اس قسم کی نبوت نہ تھی۔ جیسی پہلے نبیوں کی۔ گو وہ اپنی تشریحات سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو بہت ہی گرا دیتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کے الفاظ کا احترام کرتے ہیں ایسے لوگ میرے نزدیک احمدی ہیں۔ خواہ وہ خلافت پر ایمان نہ رکھتے ہوں۔ میں چونکہ ان کو غلطی خوردہ سمجھتا ہوں۔ اس لئے ان کا جنازہ جائز ہے۔ اور رحم چاہتا ہے کہ اگر ہمیں ان کا جنازہ پڑھنے کا موقع ملے۔ تو پڑھ لیں۔ ہاں ایک گروہ اور بھی باقی رہ گیا ہے۔ کچھ لوگ غیر مبایعین میں سے ایسے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ غیر احمدی مسلمان ہیں۔ اور مبایع ان کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے وہ خود کافر ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ بھی ایک حقیقی مسلمان کو کافر کہہ کے اپنے ایمان کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ ان کا جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں ◆

اقتباسات

مولویوں اور پنڈتوں کا فتنہ

۲۰ مارچ کو جو جلسہ زیر صدارت سر محمد شفیع لاہور میں ہندو مسلم تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے ہؤا۔ اس میں پنجاب کے سرمایہ ناز فرزند سر میاں محمد شفیع بالقابہ نے اپنی آخری تقریر میں فرمایا:۔

۱۹۲۴ء سے پیشتر بھی نوکروں کا جھگڑا اور فرقہ وارانہ نمائندگی موجود تھی۔ مگر صورت حالات اس قدر خطرناک نہ تھی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ سنہ ۱۹۲۱ء میں جمہوریہ پر دباؤ ڈالنے کے لئے لیڈروں نے مولویوں۔ مولاناؤں۔ سوامیوں کو سیاسیات میں داخل کر لیا۔ اور اب اس کا نتیجہ بھگتنا پڑا ہے۔ یہ لوگ اپنا رسوخ قائم رکھنے کے لئے شدھی۔ سنگٹھن اور تبلیغ و تنظیم کے میدان میں کود پڑے ہیں۔ جب تک نوجوان ان لوگوں کو ان کی مناسب جگہوں پر نہ بھیجیں گے۔ سیاسیات کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

(کشمیری ۲۸ مارچ)

خلافت مفقود ہو گئی

دہلی میں ۲۵ مارچ کو مسٹر محمد علی جناح لیڈر آزاد خیال پارٹی نے آئینی ترقی کے عنوان پر ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اب ہم خلافت کمیٹی کے متعلق مظالم اور بے انصافیوں کے شور و شیون میں ہی وقت نہیں صرف کر سکتے ہیں۔ خلافت کا منصب تو عملاً مفقود ہو چکا ہے۔ ہم بطور افراد یا ایک قوم کے جلیانوالہ باغ میں جو مختصر مظالم ہوئے تھے۔ ان کی یاد میں نوحہ کناں نہیں رہ سکتے۔ ہم کو اب عقلیہ سیاسیات پر توجہ مرکوز کرنی لازم ہے۔ (تیج ۲۷ مارچ)

دیوبندیوں کی اندرونی کشمکش

سنہ ۱۹۱۹ء میں مولانا محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم کا تقرر بعہدہ مفتی اعظم سرکار نظام خلد اللہ ملکہ حیدر آباد دکن ہو گیا تھا۔ ان کے بجائے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے کہا جاتا ہے۔ کہ ان کے دور مہتممی میں خزانہ دارالعلوم کا ہزاروں روپیہ بیدریغ ایسے کاموں میں خرچ کیا گیا۔ جن پر پہلے کوئی رقم صرف نہ ہوتی تھی۔ اس کا اثر یہ ہؤا۔ کہ اکثر لوگوں میں نئے مہتمم صاحب کے تدین کی دھاک بندھ گئی اور ان کے اختیارات دوسروں کی تائید سے وسیع ہو گئے۔ بعد واپسی مہتمم صاحب ممدوح دروانگی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب حیدر آباد دکن ان اخراجات کا حال معلوم ہؤا۔ جن جن اشخاص کے ذمہ خزانہ دارالعلوم کا روپیہ تھا۔ اس کا سختی سے مطالبہ کیا گیا۔ اور جو چند عہدے بلا ضرورت پڑ کئے گئے تھے۔ وہ تخفیف کر دیئے گئے۔ پھر کیا تھا۔ کہ دارالعلوم میں چار طرف سے مہتمم صاحب کے خلاف، آتش عناد مشتعل ہو گئی۔ اس کی زیادہ تر وجہ یہ معلوم ہوئی۔ کہ جس قدر روپیہ دارالعلوم کا لوگوں کے ذمہ ہے۔ وہ تمام اشخاص ایک خاص طاقت کے جزو ہیں۔ جبکہ کھایا ہؤا روپیہ اگلنا پڑا۔ تو انہوں نے طلباء و اساتذہ و ملازمین اور شہر کے لوگوں میں مہتمم صاحب کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ امتحان سالانہ میں ایک مولوی صاحب کی ناعاقبت اندیشی کے باعث فساد ہو گیا۔ اور ایسا سخت فساد ہؤا۔ کہ امتحان جو ہو رہا تھا۔ بند ہو گیا۔

(ہمدم ۱۹ مارچ)

آریہ سماج کی موت

آریہ سماج کے اندر بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ خود غرض اور دھرم کے دشمن آریہ سماج کے اندر گھس گئے ہیں۔ اور باقی کے لوگ اداسین ہو بیٹھے ہیں۔ پارٹی بازی سے جھگڑے نت نئے سورج نیا تنازع دیکھ کر ایک دھارمک دل ایسی سوسائٹی سے الگ ہو جانے کی سوچتا ہے۔ پچھلے ہفتے ہمارے پاس ایسے ہی ایک دکھی دل کی چٹھی پہنچی۔ جسے دیکھ کر ہمارے دل پر گہری چوٹ لگی۔ کہ اس قسم کے نیک آدمیوں کو آریہ سماج سے الگ کرنے کا پاپ وہ لوگ کر رہے ہیں۔ جو آریہ سماج کے واحد ٹھیکیدار۔ سداچار کے بیوپاری۔ اور آریہ سماج کے چوہدری بنے ہوئے ہیں۔ آپس کے لڑائی جھگڑوں میں ہمارا وقت اور ہماری طاقت ضائع ہو رہی ہے۔ سناتن دھرمی تو اپنا سنگٹھن بنانے اور آریہ سماج کو زک پہنچانے کے لئے نت نئی کانفرنسیں کر رہے ہیں۔ اور ہم آریہ سماج ہی کے بھیے بخرے کرنے کے لئے اپنے ایجنٹ ادھر ادھر بھیج رہے ہیں۔ اگر ہم نے اس نازک وقت پر بھی اپنی خود غرضیاں نہ چھوڑیں۔ اور محض پارٹی فیلنگ سے متاثر ہو کر اپنے ہی مٹھ قائم کرنے اور انہیں مضبوط کرنے کے کام میں لگے رہے۔ تو آریہ سماج کو واقعی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ (آریہ گزٹ ۲۵ مارچ)

ہندوؤں کی شدھی

اب کہ سیاسی ضرورت پیش ہے۔ اور عیسائیت اور اسلام کے اثرات کے باعث ہندوؤں کی تعداد گھٹ جانے سے ہندو اپنے طویل خواب غفلت سے بیدار ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے ایک پروپیگنڈا جاری کیا ہے۔ جس کا نام عرف عام میں شدھی ہے۔ ورنہ بدھ مذہب میں کہیں لفظ شدھی کا وجود نہیں۔ جس کے معنے دوبارہ پاک کرنے کے ہیں۔ بدھ مذہب نے ہندوستان اور ہندوستان کے باہر ہر ایسے شخص کو ہمیشہ اپنے حلقے میں داخل کر لیا جس نے اس کے احکام کو برضا و رغبت مانا۔

ہندو مہا سبھا کے جلسے میں کیا ہؤا۔ جلسے کی روداد سے ان دشواریوں کی تشریح و توضیح ہوتی ہے۔ جو شدھی کی راہ میں حائل ہیں۔ مجھے خوف ہے۔ کہ جب اس کے منطقی نتائج برآمد ہوں گے۔ تو اس وقت سخت پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔

وہ ہندو مرتدین دوبارہ ہندو مذہب میں شامل کر کے اپنی ذاتوں میں داخل کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے وہ پہلے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن مجہول الاحوال کثیر التعداد اچھوتوں اور دوسرے لوگوں کے لئے وہ معدودے چند راہیں بہت کم باعث تسلی ہو سکتی ہیں۔ جو اب ان کے لئے پیش کی جا رہی ہیں۔ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو ہندو دھرم میں شامل ہونے کی دعوت دینے کے لئے یہ امر ضروری ہے۔ کہ ہندو دھرم ان کے روبرو ایک سالم حیثیت اور معینہ و مقررہ شکل میں پیش کیا جائے۔ نہ کہ کثیر التعداد ذاتوں اور متعدد طریقہ ہائے پرستش کی ایک بھول بھلیاں کی حیثیت سے۔ اس طرح ہر وہ شخص بالکل حیران و پریشان ہو جائیگا جو ہندو بننے کا خواہشمند ہو۔

میں راجہ (نریندر ناتھ) صاحب کے اس خیال سے پورا پورا اتفاق رائے رکھتا ہوں۔ کہ دوسرے تبلیغ پسند مذاہب اپنی شان و شوکت کو بٹہ لگائے بغیر ہندوؤں کو اس آزادانہ حق سے محروم نہیں کر سکتے۔ کہ وہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کریں مگر مجھے راجہ صاحب کے خطبہ صدارت پر اعتراض ہے۔ کہ انہوں نے یہ نہیں بتلایا کہ موجودہ "ہندو دھرم" کے قوانین کو برقرار رکھ کر شدھی کی تحریک پر کس طرح کس صورت سے کامیابی کے ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے۔ "شدھی" کا لفظ مرتد ہندوؤں کے دوبارہ ہندو بنانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو ہندو دھرم میں داخل کرنے کے لئے مناسب و موزون نہ ہوگا۔ (ٹریبیون ۲۸ مارچ)

کان

کان کی تمام بیماروں۔ ہنیٹ بہرہ پن۔ کم سننے۔ آوازیں ہونے درد زخم۔ ورم کھجلی۔ پردوں کی کمزوری۔ بچوں بڑوں کے کان بہنے زد وغیرہ پردہ بلب اینڈ سنز بیلی بھیت کا روغن کرامات وہ شرطیہ دوا ہے۔ جس پر انگریزی ڈاکٹر لٹو ہیں۔ بیس سال تک کے بیمار اصلی صحت پا چکے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ) اعتبار نہ ہو۔ تب یہاں تشریف لاکر علاج کرائیے۔ دمہ اور مرگی کا بھی شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ دھوکہ بازوں سے ہوشیار ہو کر عقل سے کام لیں اپنا پتہ صاف لکھیئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے:۔

بہرہ پن کی دوا بلب اینڈ سنز بیلی بھیت۔ یوپی

اہل مغرب کی نئی نئی ایجادیں

نر مادہ دیکھنے کا آلہ

یہ جرمنی کی بالکل نئی ایجاد ہے۔ اس کے ذریعہ آپ معلوم کرسکتے ہیں۔ کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ انڈے میں نر ہے یا مادہ وغیرہ وغیرہ نہایت عجیب چیز ہے۔ قیمت فی آلہ دو روپیہ۔ محصولڈاک ۶ر

ناخن کاٹنے والی مشین

پردہ دار عورتوں کے لئے جو غیر کو دیکھنا پسند نہیں کرتیں۔ بلا تکلیف کے اپنے ناخن آپ کاٹ لیں۔ اس سے بچوں کے ناخن بھی بآسانی کاٹے جاسکتے ہیں۔ ہر شخص اپنے ناخن آپ کاٹ سکتا ہے۔ اور نہایت آسانی سے۔ قیمت فی مشین صرف عہ ایک روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک ۶ر

سفری گھریلو چولھا

یہ ولایت کی کاریگری کا نمونہ ہے۔ اس میں کوئلہ لکڑی وغیرہ جلائی نہیں جاتی۔ بلکہ سپرٹ سے ہی ایک منٹ میں ہر ایک چیز پک جاتی ہے۔ اس پر چھوٹا اور بڑا برتن سب آسکتا ہے اور سفر کے لئے بھی نہایت عمدہ چیز ہے۔ اور یہ کبھی خراب نہیں ہوتا قیمت فی چولھا عہ تین روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک ۸ر

بجلی کا پاکٹ لیمپ

صرف بٹن دبانے سے چاند چڑھ جاتا ہے۔ اس کو جیب میں بھی رکھ لو۔ دیا سلائی کی ضرورت نہیں مکمل لیمپ عہ۔ دو روپیہ چار آنہ محصولڈاک ۶ر

المشتہر

مینیجر سی۔ او مر اینڈ کو انڈیا آفس ۳۲ لاہور

اشتہارات

انحبار کا حوالہ ضرور دیں

مشین لے ومائی سیویاں

ہمارے کارخانہ میں مشین سیویاں نہایت عمدہ مضبوط اور ارزاں تیار ہوتی ہیں۔ ہر مشین میں دو چھلنی باریک و موٹی ہونگی نرخنامہ قیمت قطر چھلنی ۲½ فی عدد للعہ فی درجن ۔ قطر چھلنی ۲¼ فی عدد ۔ فی درجن ۔ قطر چھلنی ۲ فی عدد فی درجن ۔ قطر چھلنی ۱¾ فی عدد عہ فی درجن ۔ علاوہ محصولڈاک وغیرہ

مینیجر احمد اینڈ کمپنی پوسٹ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ پنجاب

بی۔ اے پاس کرو یا بیل چکی خریدو

آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے۔ دانہ فی گھنٹہ چار من دلا جاتا ہے۔ طاقتور ایک ورنہ دو بیل چلا سکتے ہیں۔ وزن مشین ۲ من پختہ ہوگا۔ نرخ فی من بارہ روپیہ مبلغ پچاس روپیہ بیعانہ آنے پر ال روانہ کیا جاتا ہے۔ میاں مولا بخش اینڈ سنز بٹالہ پنجاب

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

رام نرائن ولد چند ارام گردترہ سکنہ کوٹ چھبرا تحصیل جھنگ مدعی

بنام لکھن شاہ وکرم خاں۔

دعویٰ مالیتی ۵ بروئے بہی

اشتہار بنام لکھن شاہ و کرم شاہ پسران مہر شاہ اقوام قریشی سکنائے موضع ہوترنہ تحصیل جھنگ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ بنام مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۲ ۴ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ ۲۶/۳/۳۱

دستخط حاکم
عدالت

"ادبی مہاجرت"

دفتر "پیمانہ" آگرہ سے منتقل ہو مستقلاً "لاہور" آگیا ہے۔ آئیندہ خط و کتابت اس پتہ سے ہونی چاہیئے: ناظم قصر الادب دفتر "پیمانہ" کی دروازہ۔ لاہور

ہندوستان کی خبریں

دہلی کے تاریخی شہر نے ۹ اپریل کو نئے وائسرائے ہند اور لیڈی اروِن صاحبہ کو ان کے سلطنت ہندوستان کے دارالخلافہ میں داخل ہونے پر نہایت شایان شان استقبال کیا۔ ریلوے اسٹیشن بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اور ہردو ریلوے اسٹیشن اور وائسریگل لاج میں لارڈ و لیڈی اروِن صاحبہ کا پُرتپاک اور دلی خیر مقدم ہوا۔ اسٹیشن سے لے کر وائسریگل لاج تک دو رویہ افواج صف بستہ کھڑی تھیں طالبان دید کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے۔ تاکہ اس دلکش جلوس کو دیکھ سکیں۔ وائسریگل لاج میں حکام و غیر سرکاری عمائدین کی بھاری تعداد استقبال کے لئے موجود تھی۔ لارڈ و لیڈی اروِن صاحبہ نے معزز حاضرین سے ہاتھ ملائے ✦

کلکتہ ۶ اپریل۔ ڈپٹی کنٹرولر کرنسی نے اعلان کیا ہے کہ آج خزانہ ہند سے وزیر ہند کے پاس جو خزانہ ہے۔ اس میں تین کروڑ روپیہ منتقل کیا گیا ہے۔ یہ روپیہ کرنسی ریزرو کی صورت میں بھیجا گیا ✦

لاہور ۷ اپریل۔ شملہ کے رکھشا قلی کے مقدمہ قتل میں ملزم مینسل ہیڈلی کنٹرولر ملٹری کینٹن بورڈ شملہ نے سشن جج کے فیصلہ کے خلاف جس میں اسے زیر دفعہ ۳۰۴ ب تعزیرات ہند ڈیڑھ سال قید اور چار ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ملی تھی ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر رکھی تھی۔ جس کی سماعت ۲ اپریل کو مسٹر جسٹس ظفر علی کے روبرو ختم ہوئی تھی۔ اور اس اپیل کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ فاضل جج نے اپیل نامنظور کرتے ہوئے سزا کو بحال رکھا ہے۔ اور قرار دیا ہے۔ کہ زیادہ سخت نہیں ہے ✦

بمبئی ۵ اپریل۔ مسٹر این۔ ایچ باندیا نے جو صوبہ بمبئی کی کانگریس کمیٹی کے ایک کارکن ہیں۔ ڈاک خانوں اور تار کے محکمہ کے ڈائرکٹر جنرل کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ جس طرح برطانیہ کے تمام ڈاک خانوں میں جو مہریں لگائی جاتی ہیں۔ ان میں یہ عبارت بھی لکھی ہوتی ہے۔ کہ برطانیہ کا بنا ہوا مال بہترین ہوتا ہے۔ اسی طرح ہندوستانی ڈاک خانوں کے حکام کو بھی اسی قسم کی مہریں ہندوستانی حرفت کی شہرت کے لئے استعمال کرنی چاہئیں اس کے جواب میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل نے انہیں اطلاع دی ہے۔ کہ یہ فیصلہ ہوچکا ہے۔ کہ بعض خاص خاص ڈاک خانوں میں ٹکٹوں پر جو مہر لگائی جائے۔ اس پر یہ الفاظ ہوں۔ کہ ہندوستانی حرفت کی مدد کرو۔ اور انتظامات ہورہے ہیں۔ کہ اس فیصلہ کو کلکتہ اور بمبئی کے بڑے ڈاک خانوں میں ایسی مہریں دیکر عملی صورت میں لایا جائے ✦

مدراس ۶ اپریل۔ امبالہ پوزہا (ٹراونکور) کے ہندوؤں نے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں ایک درخواست دی تھی۔ کہ اچھوتوں کو مندر کی سڑکوں سے گذرنے کی ممانعت کردیجائے فاضل جج نے درخواست کو خارج کرتے ہوئے کہا۔ کہ مدعیان کو دعوے کا کوئی موقعہ نہیں ہے ✦

لاہور ۸ اپریل۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو کسی معتبر ذریعہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ لالہ لاجپت رائے، پنڈت کے سنتانم۔ ڈاکٹر گوپی چند۔ لالہ اشتناتھ۔ ڈاکٹر دھنراج، لالہ پرشوتم لال سوندھی اور لالہ کشن چند بھاٹیا نے پنجاب کانگریس کی اگزیکٹیو کمیٹی سے استعفاء دیدیا ہے۔ اور ان کے علاوہ اور استعفوں کی بھی امید ہے۔ اول الذکر ہرسہ حضرات نے پنجاب کانگریس کی مجلس عاملہ سے بھی استعفاء دیدیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان استعفوں کی وجہ آپس کے کچھ اختلافات ہیں۔ جو پنجاب کانگریس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر ستیہ پال سے بعض اندرونی معاملات پر ہوگئے ہیں ✦

اخبار "اسٹیٹسمین" مورخہ ۷ اپریل مظہر ہے۔ کہ کلکتہ کے مختلف شفاخانوں میں ۴۷۹ آدمیوں کا علاج ہو رہا ہے۔ جن میں ۲۹۲ ہندو ہیں۔ اور ۱۸۷ مسلمان۔ ان مجروحین کو زیادہ تر لاٹھی اور چھری کے زخم تازہ فسادات میں لگے ہیں ✦

یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے پنجاب یونیورسٹی نے یہ حکم جاری کیا ہے۔ کہ جو لڑکے ہندی یا اردو میں ہائی پروفیشنسی کا امتحان پاس کرکے سابقہ سالوں میں۔ ایف۔ اے یا بی۔ اے کا امتحان دے سکتے تھے۔ انہیں اب اس رعایت سے فائدہ نہیں اٹھانے دیا جائے گا۔ پہلے اس سال کے لئے طلباء سے فیس لی جاچکی ہے۔ مگر اب جبکہ امتحان میں فقط ۱۹ دن باقی رہ گئے۔ اس نئے حکم نے طلبہ کو حواس باختہ کردیا ہے ✦

کلکتہ ۷ اپریل۔ گوری پور میں حالات نازک صورت اختیار کرگئے ہیں۔ کئی ہزار مزدوران کارخانہ نے کام چھوڑ کر ہڑتال کردی ہے۔ یہ ہڑتال اس رپورٹ پر ہوئی ہے۔ کہ ایک یوریین نے ایک قلی کو مار مار کر ہلاک کردیا ہے۔ مسلح پولیس منگوائی گئی۔ آج شام کو حالت نازک ترین خیال کی جاتی تھی۔ انگریزوں پر حملہ کیا گیا۔ جس سے چار یوریین زخمی ہوگئے جس یوریین کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے ایک قلی کو ٹھوکریں مار مار کر ہلاک کردیا ہے۔ وہ اس الزام کی صداقت سے منکر ہے ✦

بمبئی میں ۹ اپریل کو سونے چاندی کا نرخ حسب ذیل تھا۔ انگلش بار کا سونا اکیس روپیہ ۱۲ ٹکسال کا طلائی سونا اکیس روپیہ ۱ور

(عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)